SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, March 4, 1993

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty three minutes after ten of the clock in the morning, with Madam Deputy Chairman (Dr. Noor Jehan Panezai) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فبما رحمة من اللّٰه لنت لهمO ولو كنت فظا غليظ القلب لا نفضو

امن حولكO فاعف عنهم واستغفر لهم وشاور هم فى

الامرO فاذا عزمت فتوكل على الله ۔ ان الله يحب

المتوكلينO

(سورۃ آل عمران آیت ۱۵۹)

ترجمہ۔(اے محمد) خدا کی مہربانی سے تمہاری افتاد مزاج ان لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ تو ان کو معاف کردو اور ان کیلئے (خدا سے) مغفرت مانگو اور اپنے کاموں میں ان سےمشورت لیا کرو اور جب (کسی کام کا) عزم مصمم کرلو تو خدا پر بھروسہ رکھو بیشک خدا بھروسہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ وقفہ سوالات۔ جناب ڈاکٹر ریحان صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, March 4, 1993

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty three minutes after ten of the clock in the morning, with Madam Deputy Chairman (Dr. Noor Jehan Panezai) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فبما رحمة من اللّٰه لنت لهمO ولو کنت فظا غليظ القلب لا نفضو
امن حولکO فاعف عنهم واستغفر لهم وشاور هم فی
الامرO فاذا عزمت فتوکل علی الله - ان الله يحب
المتوکلينO

(سورۃ آل عمران آیت ۱۵۹)

ترجمہ۔(اے محمد) خدا کی مہربانی سے تمہاری افتاد مزاج ان لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ تو ان کو معاف کردو اور ان کیلئے (خدا سے) مغفرت مانگو اور اپنے کاموں میں ان سےمشورت لیا کرو اور جب (کسی کام کا) عزم مصمم کرلو تو خدا پر بھروسہ رکھو بیشک خدا بھروسہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ وقفہ سوالات۔ جناب ڈاکٹر ریحان صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

POINT OF OREDER: RE: GRANT OF AN HONOURARIUM FOR THE STAFF OF THE SENATE

ڈاکٹر محمد ریحان۔ جناب والا، ایک اہم ضروری بات ہے جو کہ بغیر پوائنٹ آف آرڈر کے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ شاید یہ سیشن کا آخری دن ہو۔ جناب یہ ہے کہ سینیٹ سیکرٹریٹ کا سٹاف، آفیسرز اور دوسرے ایمپلائیز ہیں۔ ان کو تیسرا honorarium دینے کے متعلق ہے جناب سپیکر صاحب -------

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین ۔ یہ proper طریقے سے move کریں۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ جناب یہ آج ہی معاملہ پیش آیا ہے اور چونکہ عید بھی آ رہی ہے اور ان لوگوں نے بڑی اچھی خدمت کی stenotypist ڈیوٹی کی ہے رمضان کے مہینے میں۔ ان کو صلہ مل جانے تاکہ اپنے بچوں کو یہ کہہ سکیں کہ ہم جو دیر سے آتے تھے، آدھی رات کو آتے تھے، ان کو کیا صلہ ملا تاکہ وہ یہ کہہ سکیں کہ ان کی عید بڑی خوشی کے ساتھ ------ انہوں نے جو محنت کی ہے کام کیا ہے، خدمات دی ہیں تاکہ ان کے بچوں کو کم از کم ان کی معلومات ہو جائیں۔ تیسرا (آنریریم) دے دیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین ۔ شکریہ ڈاکٹر صاحب آپ کا، میں چیئرمین صاحب سے اس کے بارے میں ضرور بات کروں گی۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید ۔ جناب یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ میں تائید کرتا ہوں ڈاکٹر صاحب کی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جی میں نے کہہ دیا ہے۔ میں نے اس کو اپوز تو نہیں کیا۔ میں نے کہا ہے کہ میں ان سے بات کروں گی۔ شکریہ جی۔ میر جبار صاحب آن پوئنٹ آف آرڈر۔

میر عبدالجبار ۔ مہربانی جناب۔ میں بھی ڈاکٹر ریحان صاحب کی تائید کرتا ہوں۔ ہمارے جو سیکرٹریٹ کے ملازمین ہیں وہ بھی ہمارے ساتھ کام کرتے ہیں، ہمارے لئے دن رات کام کرتے ہیں، تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ڈیوٹی میں فیل ہو جائیں گے اگر آپ کو نہیں بتائیں گے۔ یہ آنریریم کے حقدار ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ سب تائید کر رہے ہیں۔ سب تائید کر رہے ہیں۔ شکریہ جی۔

QUESTIONS AND ANSWERS

میڈم ڈپٹی چیئرمین ۔ وقفہ سوالات۔ سوال نمبر ۲۴ حافظ حسین احمد صاحب۔

24 * **Hafiz Hussain Ahmad:** Will the Minister for Religous Affairs be pleased to state:

(a) the laws enacted, by the Parliament, sofar on the recommendations of the Council of Islamic Ideology; and

(b) number of recommendations discussed in the Parliament since November, 1991?

Maulana Muhammad Abdus Sattar Khan Niazi: (a) The Parliament has so far enacted the following laws in the light of recommendations of Council of Islamic Ideology.

(i) The Enforcement of Shariat Act, 1991.

(ii) The Baitul Mal Act, 1991.

(iii) The Special Courts for Speedy Trial Act, 1992.

Moreover, the Government takes guidance of the Council's recommendations when it brings a new enactment. the law of *Qisas and Diyat* is under active consideration of the Standing Committee of the National Assembly for giving it permanent status.

The following ordinances passed on the recommendations of the Council have been given permanent status by the Parliament:-

(i) The Pakistan Penal Code (Amendment) Ordinance, 1982 (I of 1982).

(ii) Anti Islamic Activities of the Qadiani Group, Lahori Group and Ahmadia (Prohibition and Punishment) Ordinance, 1984 (XX of 1984).

(iii) The Offences Against Property (Enforcement of Hudood)Ordinance, 1979.

(iv) The Offence of Zina (Enforcement of Hudood) Ordinance, 1979.

(v) The Offence of Qazf (Enforcement of Hadd) Ordinance, 1979.

(vi) The Prohibition (Enforcement of Hadd) Order, 1979.

(vii) The Execution of Punishment of whipping Ordinance, 1979.

(viii) The Qanoon-e-Shahadat Ordinance, 1984.

(ix) The Ehtiram-e-Ramazan Ordinance, 1981.

(x) Law Commission Ordinance, 1979.

(xi) The Federal Laws(Revision and Declaration) Ordinance, 1981(XXVII of 1981).

(xii) Federal Adoptation of Laws Order, 1975.

The Council has recommended amendments in about 150 Federal Laws which are under active consideration of the different agencies of the government on the recommendation of the Nifaz-e-Shariat Committee established in the M/O Religious Affairs. The said Committee is also monitoring to this effect. The information being collected by the Committee would be brought to the knowledge of this august House.

(b) In the strict sense, no recommendation of the Council of Islamic Ideology has been discussed in the Parliament since November 1991. However, the legislation has been made in the light of recommendations of the Council during the said period. The National Assembly has started its discussion on the reports of the Council for the year 1986-87, 1987-88, 1988-89 and 1990-91 since 11th February, 1993.

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ ضمنی سوال حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میرا سوال تھا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر اب تک پارلیمنٹ میں کتنے قوانین وضع کئے ہیں۔ جب کہ جواب دیا گیا ہے کہ کونسل کی سفارشات پر منظور شدہ آرڈیننسوں کو، درج ذیل آرڈیننسوں کو پارلیمنٹ نے مستقل حیثیت دی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جو سفارشات ہیں اس میں کتنی سفارشات پر اب تک غور کیا گیا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب مولانا محمد عبدالستار نیازی صاحب، وزیر برائے مذہبی امور۔

مولانا عبدالستار خان نیازی۔ جناب یہ جواب مفصل ہے۔ کئی اور سفارشات اس کے متعلق ہیں وہ میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

حافظ حسین احمد۔ جناب میرا سوال یہ ہے کہ آرڈیننسوں پر غور کیا پارلیمنٹ نے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جواب دے رہے ہیں آپ ذرا انتظار کریں۔

مولانا عبدالستار خان نیازی۔ مسئلہ جو ہے نظریاتی کونسل کا۔ یہ سفارش کرتی ہے جس کے متعلق قانون سازی آپ کا حق ہے۔ سینٹ کا، نیشنل اسمبلی کا، وہ اس کو جو قبول کرتے ہیں اس کے مطابق قانون سازی ہو جاتی ہے۔ وہاں پر پورا حق حاصل ہے ہاؤس کو کہ اس سفارشات کے متعلق جو قانون سازی ہے اس میں مین میخ نکالیں، اس کی خامیاں دور کریں، اس کو صحیح کریں۔ نظریاتی کونسل کی فہرست آپ کو دے دی گئی ہے۔ قوانین بن چکے ہیں۔ یہ آپ نے منظور کرلئے ہیں۔ ان میں سے اگر کوئی آپ کو ہے تو اس میں ترمیم لاسکتے ہیں۔ اس کے خلاف بیان دے سکتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ، جناب حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد۔ سوال یہ ہے وہ پہلا سوال ہے۔ یہ میں کہہ رہا ہوں یہ آرڈیننسوں پر غور کیا ہے انہوں نے سفارشات پر، کتنی سفارشات پر پارلیمنٹ نے آج تک غور کیا ہے۔ یہ تو صدر صاحب نے آرڈیننس جاری کئے ہیں۔ نہیں نہیں، سفارشات پر نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں آئین کے آرٹیکل ۲۳۰ کے تحت پارلیمنٹ کے دونوں ایوان اور چاروں صوبائی اسمبلیاں پابند ہیں کہ چھ ماہ کے اندر اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر غور کرے۔ میرا سوال یہ تھا اور ہے اب بھی کہ کتنی سفارشات پر بغیر آرڈیننسوں کے------

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ چوہدری امیر حسین صاحب آپ جواب دینا چاہتے ہیں۔ مولانا صاحب تو بیٹھے ہیں۔

چوہدری امیر حسین۔ لیکن یہ Parliament Affairs کا بھی معاملہ ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ چوہدری امیر حسین صاحب وزیر برائے پارلیمانی امور۔

حافظ حسین احمد۔ جناب یہ مذہبی امور کا مسئلہ ہے۔ جناب نہیں جی' میں اس پر احتجاج کرتا ہوں۔ مولانا صاحب کو موقع دیں اگر وہ کہے کہ میں بے بس ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں نہیں وہ کچھ بتانا چاہتے ہیں۔ اپنی پارلیمنٹ کے بارے میں (مداخلت) نہیں یہ بھی جواب دیں گے۔ حافظ صاحب یہ بھی جواب دیں گے۔ آپ ذرا سن لیں وہ کہنا کیا چاہتے ہیں۔

حافظ حسین احمد۔ محترمہ آئین کے تحت اسلامی نظریاتی کونسل وزارت مذہبی امور کے ساتھ منسلک ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ حافظ حسین احمد صاحب وہ بھی گورنمنٹ کے منسٹر ہیں' صرف ان کی سن لیں۔ یہ جواب تو مولانا صاحب دیں گے۔ چوہدری امیر حسین صاحب وزیر برائے پارلیمانی امور۔

چوہدری امیر حسین۔ محترمہ پہلی تو گزارش یہ ہے کہ Cabinet کی collective responsibility ہوتی ہے۔ کیبنٹ کا کوئی بھی ممبر جواب دے سکتا ہے۔ دوسرا یہ ہے چونکہ پارلیمنٹ کے اندر بحث کے لئے پابندی ہے آئین کے تحت کہ وہ کی جانے گی۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جی اعجاز علی خان جتوئی صاحب۔

Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi: Walking in the House.

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ یہ آپ کا سٹاف ہے جی' آپ کا اپنا سٹاف ہے۔ آپ بہت دنوں کے بعد آئے ہیں۔ اس لئے نظر نہیں آتا۔ جناب چوہدری امیر حسین صاحب۔

چوہدری امیر حسین۔ یہ ٹھیک ہے مولانا صاحب نے سوال کیا۔ بڑا اچھا سوال ہے اور آخری جو اجلاس قومی اسمبلی کا ہوا ہے۔ اس میں اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ پیش کی گئی ہے اور اس پر بحث بھی ہوئی ہے اور آئین کے تحت جو پابندی ہے جو provision انہوں نے quote کی ہے۔ صحیح کوٹ کی ہے۔ اس کی compliance میں نیشنل اسمبلی میں بحث اس پر کرائی گئی ہے اور ٹیبل پر تمام رپورٹس وہاں دی گئی ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ مولانا صاحب آپ اس بارے میں اور کچھ تو نہیں کہنا چاہتے ہیں۔

مولانا عبدالستار خان نیازی۔ میں نے بیان دے دیا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب حافظ حسین احمد صاحب۔ آپ کی تسلی ہوگئی ہے اس جواب سے۔

حافظ حسین احمد۔ نہیں جی میری تسلی نہیں ہوئی۔ میں نے کہا کہ اب تک جو پارلیمنٹ نے کتنی رپورٹس پر-----------

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ انہوں نے نیشنل اسمبلی کا تو دے دیا ہے۔

حافظ حسین احمد۔ نہیں نیشنل اسمبلی کا نہیں، میں نے پارلیمنٹ کی بات کی ہے۔ اب تک کتنی رپورٹس پر انہوں نے بحث کیا ہے۔ ایک پر، دو پر، کتنی پر کیا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ مولانا صاحب یہ تو آپ بتا دیں کہ کتنی رپورٹس پر اب تک (ڈسکشن) ہو چکی ہے۔

مولانا عبدالستار خان نیازی۔ یہ بڑی تفصیل ہے۔ اس میں کوئی زیر بحث ہے، کوئی پیش کی جارہی ہیں۔ یہ تو کوئی چار پانچ صفحے اس کے متعلق ہیں جو یہ معلوم کرسکتے ہیں۔ اس ریکارڈ کے اندر موجود ہیں۔ باقی سفارشات آتی رہتی ہیں۔ کوئی قبول کرتے ہیں، کوئی قبول نہیں کرتے اس کو۔ یہ چاہیں تو چار پانچ صفحے میں ان کو پڑھ کر سنا دوں۔ قذف کے متعلق ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ حافظ حسین احمد صاحب وہ پڑھ کر سنا دیں۔

حافظ حسین احمد۔ جناب وہ آرڈیننسوں کی بات کر رہے ہیں۔ (میں آپ کی توجہ) آپ اگر اس کو غور سے دیکھیں گی۔ جواب دیا گیا ہے کہ حسب ذیل منظور شدہ آرڈیننس کو پارلیمنٹ نے مستقل حیثیت دی ہے۔ وہ ایک الگ مسئلہ ہے کہ صدر بغیر سفارشات پر غور کئے آرڈیننس جاری کرتا ہے۔ وہ آئین کے تحت، پارلیمنٹ اس کو مستقل حیثیت دیتی ہے۔ میرا سوال شروع میں یہ ہے کہ کیا اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر جو آئین کی دفعہ ۲۳۰ کے تحت ضروری ہے، پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں اور چاروں صوبائی اسمبلیوں میں، میں یہ گزارش کر رہا ہوں، ان سفارشات میں سے کتنی سفارشات پر، کل کتنی ہیں اور کتنی پر انہوں نے بحث کی ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب۔

مولانا عبدالستار خان نیازی۔ وزیر قانون صاحب اس کا جواب دیں گے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب چوہدری عبدالغفور صاحب وزیر قانون صاحب۔

چوہدری عبدالغفور۔ محترمہ میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ یہ matter چونکہ لاء ڈیپارٹمنٹ سے متعلق ہے اور وزارت مذہبی امور، چونکہ جو طریقہ کار ہے اس کے تحت یہ درست ہے کہ پورا ریکارڈ ہر محکمہ کا وزارت مذہبی امور کے پاس نہیں ہوتا، اسلامی نظریاتی کونسل نے جو اب سے کام شروع کیا ہے ہر ایک قانون چاہے وہ صوبائی تھا یا فیڈرل گورنمنٹ کا تھا، اس کو بالترتیب ساری ایک ایک کرکے سب کو کھنگالا کہ کون کون سا قانون جو ہے وہ in contradiction of Islamic Injunctions قرآن اور سنت کون کون سا ہے ۔ اس کی طرف جب انہوں نے توجہ دلائی تو وہ ہر ایک محکمہ میں ہر محکمہ نے اپنے اپنے طور پر وہ قوانین جو ہیں اس کے شرعی، اسلامی نظریاتی کونسل کی رائے کے مطابق ڈھال دیتے۔ اس طرح یہ تمام قوانین کو اکٹھا کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے ۔ یہ مختلف محکموں کا کام ہے۔ اتنا بڑا ambiguous دراصل یہ سوال کیا گیا ہے ان کو چاہیئے کہ بطور خاص اگر وہ چاہتے ہیں کہ کسی خاص قانون کے متعلق پوچھنا ہے تو اس کی نشاندہی کریں کہ کس قانون کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں۔ لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ بات بھی میرا خیال ہے وہ صحیح طریقہ سے پڑھ نہیں سکے کہ جو آرڈیننس نافذ کئے ان کو باقاعدہ پارلیمنٹ نے ایکٹ کا درجہ دیا ہے۔ اور یہ وہی تھا جو اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل میں آیا۔

The following Ordinances passed on the recommendations of the Council of Ideology, the Council has been given permanent status by the Parliament.

انہوں نے جب اس کی سفارشات کیں۔ آرڈیننس جو فوری طور پر مرتب ہوئے، پارلیمنٹ میں آئے، اس کا قانون بنا۔ اس کے علاوہ جس جس محکمے کے متعلق قوانین تھے سب نے اس کے مطابق ان قوانین کو ڈھال دیا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا پلندہ بن سکتا ہے جب سے انہوں نے اس پر غور شروع کیا۔ اگر ان کی نظر میں حافظ صاحب کی ممکن ہے تسلی نہ ہو، لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ بتائیں کہ کس قوانین کے متعلق بطور خاص پوچھنا چاہتے ہیں۔ ہم بتا دیں کہ اس پر عمل ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ لیکن یہ بتانا کہ تمام پاکستان میں، ہر محکمے میں کون کون سا قانون اس کے عمل میں آیا۔ یہ متعلقہ محکمے ہی بتا سکتے ہیں۔ ہر محکمے کے اپنے اپنے قوانین ہیں اسلئے اگر مزید ضرورت ہے تو اس کو تفصیل سے کہہ دیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ پیر عباس شاہ پوائنٹ آف آرڈر پر۔

سید عباس شاہ۔ جناب غلام اسحاق خاں کے دور میں ہماری اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ پر تقریباً ہر سیشن میں ریڈنگ ہوا کرتی تھی ایک گھنٹہ یا آدھ گھنٹہ مخصوص ہوا کرتا تھا۔ میں نے اپنے صدارتی خطاب میں تین بار اس کا ذکر کیا ہے کہ ہمیں اس پارلیمنٹ میں' نظام کار میں نظریاتی کونسل کی شق وار میرے خیال میں دو تین رپورٹوں پر ہماری یہاں پر بحث ہو چکی تھی اور آپ کو بھی یاد ہوگا۔ نواب زادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی اس پر آدھ آدھ گھنٹہ تک تقریر کرتے رہتے تھے تو حکومت کے علاوہ ہماری بھی اس ہاؤس کی ذمہ داری ہے کہ ہم نظریاتی کونسل کی رپورٹوں کی یہاں پر ریڈنگ شروع کریں اور اس کے لئے وقت دیں اس کے بجائے کہ ہم ایک ایک دن اس پر بحثی کرتے ہیں اور وقت ضائع کریں تو ہماری یہ ذمہ داری اور اس کے لئے کمیٹی بھی مقرر ہوئی تھی اور پروفیسر خورشید صاحب اس کے انچارج تھے۔ انہوں نے پتہ نہیں کہاں اور کس حد تک اس کو پہنچایا۔ میں یہ صرف آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جناب اعجاز جتوئی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ یہ question hour چل رہا ہے ' اس میں شاید پوائنٹ آف آرڈر allow ہو رہے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب حافظ حسین احمد صاحب۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ آپ نے کافی دنوں کے بعد کرسی سنبھالی ہے مبارکباد قبول کریں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں نہیں میں بڑی جلدی میں تھی آپ بڑی دیر سے آئے ہیں۔

حافظ حسین احمد۔ محترمہ یہ آئین کے آرٹیکل ۲۳۰ کے ذیلی دفعہ(۴) کے تحت لکھا ہوا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل اپنے تقرر کے ، سال کے اندر اپنی رپورٹ پیش کرے گی اور سالانہ عبوری ہو یا حتمی موصول ہونے کے ۶ ماہ کے اندر دونوں ایوانوں اور ہر صوبائی اسمبلی کے سامنے برائے بحث پیش کی جائے۔ میرا سوال اگر آپ پڑھ لیں تو اس میں یہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی کتنی رپورٹ پر وہ آرڈیننس کی بات کر رہے ہیں۔ میں یہ چیلنج کرتا ہوں کہ کسی ایک رپورٹ پر بھی بحث نہیں ہوئی ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ اس کے لئے آپ fresh question دیں کیونکہ انہوں نے تو

تین وزرا، نے جواب دے دیا ہے جناب چوہدری امیر حسین صاحب۔

چوہدری امیر حسین۔ محترمہ جواب میں لکھا ہوا ہے۔ قومی اسمبلی نے اسلامی نظریاتی کونسل کے سال ۸۷-۱۹۸۶ء ' ۸۸-۱۹۸۷ء' ۸۹-۱۹۸۸ء ' ۹۰-۱۹۸۹ء ' ۹۱-۱۹۹۰ء کی رپورٹوں پر ۱۱ فروری ۱۹۹۳ء سے غور شروع کیا ہے۔ جواب کے اندر لکھا ہوا ہے۔ اگر پڑھاجائے تو-------"

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ ابھی اور تفصیل لینی ہے جناب حافظ صاحب تو آپ پھر fresh notice دے دیں۔ تین وزیروں نے آپ کو جواب دے دیا ہے۔

حافظ حسین احمد۔ میرا آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اسلامی نظریاتی کونسل کے اسلامی نظام معیشت اور اور ربا اور سود کے متعلق جو رپورٹ تھی جس کو پچھلے سال اور اس سال اس پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا اس پر غور کی گیا ہے یا نہیں اور کب کیا جائے گا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ اب تو ایک specific question سے مولانا عبدالستار نیازی صاحب کیا اس کا جواب دے سکیں گے۔

مولانا عبدالستار خان نیازی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر بحث ہو اور جو معیشت کے متعلق آپ نے بیان کیا ہے اس پر یہ سوال ہوا تھا کہ یہ رپورٹ نہیں ہے۔ لیکن اس کو اقبال احمد خان صاحب نے شاید نہیں پڑھا۔ ایک کمیٹی بنائی گئی تھی کہ اس رپورٹ کے متعلق بیان دے تو کمیٹی کے کنوینر نے وہ رپورٹ جو ہے باقاعدہ پیش کی ہے وہ بھی رپورٹ جب چاہیں ہم خوش آمدید کہتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جناب۔ next question ڈاکٹر ریحان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ جناب میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ اسلامی نظریاتی کونسل جو بنائی گئی ہے۔ گذشتہ چند سالوں سے یہ قائداعظم کے وقت میں کیوں نہیں بنائی گئی تھی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ جناب پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد۔ ویسے question hour میں پوائنٹ آف آرڈر ہوتا نہیں ہے۔

مولانا عبدالستار خان نیازی۔ جی میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ------

میڈم ڈپٹی چیئرمین - یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہی نہیں مولانا صاحب آپ تشریف

رکھیں۔ بہرہ ور سعید صاحب آپ بھی تشریف رکھیں میں نے ابھی آپ کو اجازت نہیں دی۔ پروفیسر خورشید صاحب، آخری سپلیمنٹری۔

پروفیسر خورشید احمد۔ میں پھر وزیر محترم کو متوجہ کروں گا اس طرف کہ یہ جو فرمایا گیا ہے کہ Recommendation of the Council has been given permanent status by the Parliament یہ غالباً جواب درست اس لئے نہیں ہے کہ یہ آٹھویں ترمیم میں indemnity جن چیزوں کو دی گئی ہے یہ غالباً اس کی طرف ریفر کر رہے ہیں تو اس کو پارلیمنٹ کو اس طریقہ سے دینا گویا اس نے یہ قانون سازی کی ہے صحیح نہیں کیا وہ یہ بتلا سکیں گے کہ بیت المال ایکٹ ۹۱ اور ۱۹ Special Courts for Speedy trial Act 1992 جنہیں انہوں نے خاص طور پر کیا ہے کہ یہ پارلیمنٹ نے In the light of recommendation اسلامی کونسل مقرر کئے ہیں۔ ان دونوں کے بارے میں اسلامی کونسل نے کئی Specific recommendation کیا تھا اس لئے کہ شریعہ ایکٹ کے بارے میں تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہم یہ قانون نہیں بنارہے ہیں۔ یہ قانون پریزیڈنٹ نے ہمیں refer کیا ہے اور اس پر ہم انہیں رائے دے رہے ہیں اور جو رائے انہوں نے دی تھی وہ اس سے بہت مختلف ہے جو قانون سازی ہوگی۔ لیکن ان آخری دو کے بارے میں تو مجھے یہ علم نہیں ہے کہ کب کونسل نے specific recommendation دی ہیں کہ یہ قوانین جو پارلیمنٹ نے پاس کئے ہیں اس پر یہ رائے ہے کونسل کی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ مولانا ستار نیازی صاحب اس کے بارے میں------

مولانا عبدالستار خان نیازی۔ یہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش پر نہیں ہے اور باقی بیت المال کے متعلق جو ہے باقاعدہ یہ ایک الگ سوال دیں تو میں بتا سکتا ہوں کہ یہ تجویز کب پیش کی گئی ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ Fresh Question دیں جی پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد۔ میں اس سوال کے تتمہ کے طور پر وزیر محترم ہاؤس کو یہ معلومات دیں کہ ان تینوں قوانین کے بارے میں کہ کب refer کئے گئے کونسل کو۔ کونسل نے ان پر کیا سفارشات دیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ اس کے لئے پروفیسر صاحب انہوں نے fresh notice مانگا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد۔ Fresh Notice کی اس میں ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ جو

سوال یہاں آیا ہے ہم اس سوال کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اس کے بارے میں وہ تفصیل دیں کہ کب حکومت نے یہ قانون ان کو بھیجا۔ کونسل نے اس کے بارے میں کیا سفارشات دیں اور جو چیز recommend ہوئی ہے اس میں اور کونسل کی سفارشات میں کیا فرق ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ اس کے لئے تو نوٹس مانگا ہے جی۔

پروفیسر خورشید احمد۔ اسے نوٹس نہیں کہتے محترمہ اس کے لئے قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ وزیر جو ہے وہ ذمہ داری لیتا ہے کہ ہم اس کی follow up information ہاؤس کو دیں گے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ بعد میں یہ ساری اطلاعات ہاؤس کو دے دیں گے مولانا صاحب۔

مولانا عبدالستار خان نیازی۔ انشاء اللہ دے دیں گے جی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جی ۔ اگلا سوال نمبر ۱۹۱ سید محمد فضل آغا صاحب۔

191 *Syed Muhammad Fazal Agha (on his behalf): Will the Minister for Environment and Urban Affairs be pleased to state the number of persons employed in grade 16 and below in the Ministry and its subordinate offices, attached departments and Corporations, since January, 1992, with province-wise break-up?

Mr. Anwar Saifullah Khan: The number of persons employed in Grade-16 and beolow in the Environment and Urban Affairs Division, Pakistan Environmental Protection Agency (attached department) and National Conservation Strategy (Project) since January, 1992 with province-wise break-up are as under:-

S.No.	Name of Post and BPS	Number of Posts	Name of Office	Province-wise Breakup
1.	Driver (BPS-4)	1	E&UA Div	Merit
2.	Assistant(BPS-11)	1	Pak:EPA	NWFP
3.	Stenographer(BPS-15)	2	N.C.S.	1-Punjab 1-NWFP
4.	Stenotypist(BPS-12)	2	N.C.S.	1-Punjab

				1-NWFP
5.	LDC(BPS-5)	3	N.C.S.	2-Punjab
				1-NWFP
6.	Driver(BPS-4)	2	N.C.S.	1-Punjab
				1-NWFP
7.	Naib Qasid(BPS-1)	4	N.C.S.	Locally recruited

Madam Deputy Chairman: Supplementary question?

Jam Kararuddin: Should we presume from this answer that nobody has been employed in grade 16?

Minister Sahib is busy in gossipings.

Madam Deputy Chairman: Mr. Anwar Saifullah Khan, please be attentive, it is your question. Jam Sahib, please repeat the question.

Jam Kararuddin: Shall we presume from this answer from the honourable Minister that nobody has been employed in grade-16?

Madam Deputy Chairman: Anwar Siafullah Sahib, Minister for Environment.

Mr. Anwar Saifullah Khan: Yes, nobody, in fact there was one post of grade-16, if I recollect, but that was in the Ministry, in the Environment and Urban Affairs Division but as far as this question is concerned there is nobody in grade-16.

Jam Kararuddin: In grade-16 nobody has been employed?

Mr. Anwar Saifullah Khan: No.

Madam Deputy Chairman: Hafiz Hussain Ahmed Sahib on a supplementary.

حافظ حسین احمد۔ جناب کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ یہ صرف صوبہ سرحد اور پنجاب

میں کس قانون کے تحت انہوں نے تقسیم کئے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب انور سیف اللہ صاحب۔

جناب انور سیف اللہ خان۔ جناب چیئرپرسن قانون تو میں نہیں بتاتا یہ تو اسٹیبلشمنٹ ڈویژن سے پوچھنا چاہئیے۔ ہمیں تو بتا دیا جاتا ہے کہ یہ اتنی جو پوسٹیں ہیں ان میں سے فلانے صوبے کا کوٹہ اتنا ہے اور فلانے کا اتنا لینا ہے۔ بہر حال اگر فریش نوٹس دیا جائے تو اسٹیبلشمنٹ ڈویژن اسکا جواب دے سکتی ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ اگلا سوال نمبر ۱۹۲ سید محمد فضل آغا صاحب۔

192. *Syed Muhammad Fazal Agha (on his behalf): Will the Minister for Religious Affairs be pleased to state the number of persons employed in grade 16 below in the Ministry and its subordinate offices, attached departments and Corporations, since January, 1992, with province-wise break-up?

Maulana Abdus Sattar Khan Niazi:

S.No.	Name of the post	Province of Domicle	Number of Person
1.	Data Processing Assistant (BPS-16)	Sindh(Rural)	1
2.	Data Processing Assistant (BPS-16)	Northern Area	1
3.	Farash(BPS-1)	Punjab	1

Madam Deputy Chairman: Any supplementary?

(Pause)

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ No supplementary. اگلا سوال نمبر ۱۹۳ راجہ محمد افضل خان صاحب۔

193. *Raja Muhammad Afzal Khan (on his behalf): Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the total foreign exchange earned by the export of crude oil during the 1992, indicating also the name of those countries where the crude oil was exported;

(b) the name of countries with whom agreements have been made for the export of crude oil during the next year, indicating also the total quantity of crude oil proposed to be exported; and

(c) the reasons for not installing refineries to refine the crude oil in the country?

Ch. Nisar Ali Khan: (a)(i) $46.58 million.

(ii) India and China.

(b) (i) None.

(ii) 2.92 million barrels during 1993 through commercial contracts.

(c) Heavy investment. The feasibilities of establishing new refineries both in public sector and private sector are being considered.

Madam Deputy Chairman: Any Supplementary?

پروفیسر خورشید احمد۔ بہت چھوٹا سا سوال ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ پروفیسر خورشید صاحب، سپلیمنٹری۔

پروفیسر خورشید احمد۔ کیا وزیر محترم بتا سکیں گے کہ انڈیا اور چائنا ان دونوں کو کتنا کتنا crude oil گیا اور انڈیا کو جو گیا ہے اس کی خاص وجوہات کیا ہیں، اس لیے کہ انڈیا سے ہماری تجارت کے معاملات کشمیر کی کونسل کے context میں strain رہے ہیں اور کوشش کی گئی ہے کہ normalization جو ہے بہت زیادہ ہو تو ذرا گرز آسکے گی ان دونوں کی کہ انڈیا اور چائنا کی کیا پوزیشن ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ چوہدری نثار علی خان۔

چوہدری نثار علی خان۔ جی ہاں میرا خیال ہے کہ جواب میں واضح نہیں ہے یہ جو تیل

ایکسپورٹ ہوا ہے یہ پاکستان کی ملکیت نہیں ہے بلکہ یہ جو امریکی کمپنی ہے یونین ٹیکساس' یہ وہ اپنے حصے کا وہ تیل جو کہ پاکستان کے اندر ریفائن نہیں ہوسکتا وہ

under the agreement, they are free to export that oil. So, it is basically the property of the American Company Union Taxas of Pakistan. The Pakistan Government has got nothing to do with that oil.

یہ اس کے جو پیسے بھی آتے ہیں جو revenues آتے ہیں وہ بھی اس کمپنی کو آتے ہیں' اس لیے اس میں پاکستان کا کوئی عمل دخل نہیں ہے جو split ہے between China and India اسکی فگرز میرے پاس نہیں ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب پروفیسر خورشید صاحب' سپلیمنٹری جی۔

پروفیسر خورشید احمد۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا وزیر محترم اس بات کو محسوس نہیں کرتے کہ ریفائنری کا پاکستان میں ڈویلپمنٹ بے حد ضروری ہے اور 6th اور 7th دونوں پلانز کے اندر اس کے بارے میں پروویژنز آئی تھیں' محض ہیوی انویسٹمنٹ کہہ دینا تو میرے خیال سے کافی نہیں ہے' اس معاملے میں گورنمنٹ کو ذرا زیادہ کلیئر ہونا چاہئے پالیسیز اور priorities کے اعتبار سے کہ ریفائنری کی ڈویلپمنٹ کے بغیر آپ یہاں کبھی بھی یعنی آئل کے اندر پیٹرولیم کے اندر self sufficient نہیں ہوسکتے تو اس لیے آپ کی priority میں یہ کہاں آتا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ چوہدری نثار علی خان صاحب جی۔

چوہدری نثار علی خان۔ جی میں بالکل اتفاق کرتا ہوں معزز سینیٹر سے اور اس سلسلے میں ہم نے کافی کام کیا ہے' یہ بات بالکل درست ہے کہ پچھلے تقریباً ۲۵ یا ۲۶ سالوں میں پاکستان میں کوئی نئی ریفائنری نہیں لگی اس وجہ سے موجودہ حکومت نے اس سلسلے میں کئی اقدامات کئے ہیں۔ ایک طرف تو ہم نے جو اپنی موجودہ ریفائنریز ہیں اس کی expansions کی ہیں پاکستان ریفائنری میں بھی اور اٹک ریفائنری میں بھی اور نئی ریفائنری کے سیٹ اپ کرنے کے سلسلے میں پروفیسر صاحب کو اور باقی حضرات کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ ہم نے ایران کے ساتھ ایک ایگریمنٹ سائن کیا ہے۔ اس وقت اس کی technical feasibility جاری ہے اور اس کے تحت بلوچستان' یا پورٹ قاسم کے ارد گرد ابھی یہ طے ہو رہا ہے کہ کونسی جگہ اس کے لئے مخصوص ہو مگر ایک لاکھ بیس ہزار بیرل یومیہ کی ریفائنری سیٹ اپ کرنے کا ایگریمنٹ ہو چکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ مجھے یقین ہے کہ آئندہ تین چار سالوں کے اندر اس پہ کام مکمل ہو جائے گا' اس کے ساتھ

ساتھ دو اور ریفائنریز پہ ہم اس وقت کام کر رہے ہیں ایک Mid Country Refinery جو کہ ملتان میں لگے گی جس کی capacity اس وقت جو طے ہو رہی ہے وہ تقریباً ۸۰ ہزار بیرل یومیہ ہوگی۔ اس میں پاکستان اور ابوظہبی پارٹنرز ہیں ۶۰ فیصد پاکستان اور ۴۰ فیصد ابوظہبی' یہ feasibility اس کی positive آچکی ہے ورلڈ بینک کی اور اس نے کافی اس سلسلے میں positive signals ہمیں دیئے ہیں اس پروجیکٹ کو فائنانس کرنے کے لئے' تیسرا پراجیکٹ جس پہ بڑی تیزی سے کام جاری ہے' discussions ہو رہی ہیں اور اس پہ جو initial activity ہے وہ جاری ہے وہ ہے ایک چھوٹی ریفائنری کی کراچی میں' پرائیویٹ سیکٹر میں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جناب' جناب اعجاز علی جتوئی صاحب' سپلیمنٹری۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ یہ بدین میں بھی سروے ہوا تھا ریفائنری کے لیے' تو اس سلسلے میں وہ کیا ہوا وہ کیوں feasibility report اس کے خلاف آگئی' دوسرا سوال یہ ہے کہ percentage انہوں نے بتایا ہے کہ شائر ہے یونین ٹیکساس کا وہ تو کتنا percentage ہے شیئرز میں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب چوہدری نثار علی خان صاحب۔

چوہدری نثار علی خان۔ جہاں تک بدین میں ریفائنری کا تعلق ہے یہ درست ہے اس سلسلے میں مجھے یاد ہے کہ آج سے دو سال پہلے ہم نے bids invite کی تھیں اور اس کے نتیجے میں ۱۴ پارٹیز نے ہمیں اپنی اپنی رپورٹس دیں' اپنی bids دیں مگر بدقسمتی سے کوئی بھی bid responsive نہیں تھی۔ ہمیں جو بنیادی مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ جو بھی پرائیویٹ سیکٹر میں تقریباً تیس ہزار بیرل یومیہ کی ریفائنری سیٹ اپ کرنا چاہتے ہیں وہ تقریباً سارے کے سارے اسے کراچی میں سیٹ اپ کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہمارا نکتہ یہ ہے کہ اگر بدین میں سیٹ اپ کریں تو ہم اس سلسلے میں incentives دینا ہم نے ویسے بھی incentive دیں جو یہ تین ریفائنریز ہیں جن کی میں نے بات کی ہے پروفیسر صاحب کے سوال کے جواب میں۔ یہ ان پالیسیز کا نتیجہ ہے' ان incentives کا نتیجہ ہے جو کہ موجودہ حکومت نے دی ہے ہم نے جو custom duty slab ہے وہ نیچے لے گئے ہیں' ہم نے ان کو promise کیا ہے کہ ہم آپ کو Import Parity Prices دیں گے جب یہ ریفائنریز کام کرنا شروع ہو جائیں گی اور اس سلسلے میں ہم نے incentives دیے ہیں۔ بدین میں بھی ہم چونکہ یہ ایک ایسے ایریا میں ہو جو کہ رورل ایریا ہے ہم اور باقی علاقوں سے بڑھ کر incentives دینے کے لیئے تیار ہیں مگر اس کے لیئے شرط یہ ہے کہ وہ ریفائنری بدین میں ہی

قائم ہو۔ تو جیسا میں نے گزارش کی کہ اب تک اس میں کوئی response نہیں آیا۔ حکومت اس وقت بھی اس سلسلے میں positive ہے اگر کوئی پارٹی بدین کے اندر ریفائنری پرائیویٹ سیکٹر میں سیٹ اپ کرنے کے لیے تیار ہے تو حکومت ان کو تمام مراعات دے گی، دوسرے حصے کا ان کا جو سوال ہے کہ کیا شیئر ہے، اس میں یہ مکمل طور پر اس میں گورنمنٹ کا کوئی شیئر نہیں ہے یونین ٹیکساس کا یہ جو تیل ایکسپورٹ ہو رہا ہے، یہ تمام کی تمام ملکیت یونین ٹیکساس کی ہے and as per agreement یونین ٹیکساس اسے کہیں بھی بیچ سکتا ہے، جہاں اسے بہتر پرائس ملیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جناب، لاسٹ سپلیمنٹری، اعجاز جتوئی صاحب جی۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ محترمہ یہ انہوں نے کہا ہے کہ bids دی گئیں اور اس میں کوئی پارٹی فارورڈ ہو کے نہیں آئی تو یہ ان حالات کی بات کر رہے ہیں جب اس وقت لاء اینڈ آرڈر کی situation خراب تھی، کیا یہ اس وقت فلور پر یہ assure کریں گے کہ دوبارہ bids کو کال کیا جائے بدین میں۔ نمبر ۲۔ second question is کہ یہ کہتے ہیں کہ ۱۰۰ فیصد پراپرٹی ہے جو وہ یونین ٹیکساس کی تو اس میں گورنمنٹ کا رول کیا ہے۔ وہ royalty ملتی ہے اس کو یا پھر یہ جو ۱۰۰ فیصد دیا گیا ہے ان کو share تو کیا یہ دوبارہ reconsider کریں گے، دوبارہ bidding کرائیں گے اس کی جو oil exploration ہوتی ہے۔

Madam Deputy Chairman: Ch. Nisar Ali Khan Sahib, this is the last supplementary.

چوہدری نثار علی خان۔ جی جیسے میں نے پہلے گزارش کی جی کہ بدین کا پراجیکٹ ہے ریفائنری کا اس سلسلے میں حکومت کسی بھی پارٹی کو جو یہاں اس سلسلے میں کوئی پراجیکٹ لے کر ہم اسے تمام مراعات دینے کے لئے بلکہ باقی جگہوں سے زیادہ مراعات دینے کے لئے تیار ہیں، اور یہ commitment ہے گورنمنٹ کی۔ جہاں تعلق ہے، نہیں میرا خیال ہے میں تھوڑا سا وضاحت نہیں کرسکا جی کہ یہ بل، یہ یونین ٹیکساس کا حصہ ہے یہ ۱۰۰ فیصد نہیں ہے جو پاکستان کا حصہ ہے جو حکومت پاکستان کا یا جو .O.G.D.C کا حصہ ہے وہ ہم یہاں ہی ریفائن کر لیتے ہیں یہ جو ان کا ۲۰ فیصد یا ۲۵ فیصد یا ۳۰ فیصد بنتا ہے اس ٹوٹل پروڈکشن میں یہ اور وہ یہاں ریفائن نہیں اس کا کچھ حصہ پاکستان میں بھی ریفائن ہوتا ہے، مگر جو ہم پاکستان کے اندر ریفائن نہیں کرسکتے یہ وہ باہر ایکسپورٹ کرتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جناب اگلا سوال نمبر ۱۹۴ راجہ محمد افضل خان صاحب۔

194 ***Raja Muhammad Afzal Khan** (on his behalf): Will the Minister for Water and Power be pleased to refer to Senate Starred Question No. 125, replied on January 5, 1993 and state the names, domicile, total length of service and present posting of these engineers working in power wing of WAPDA who are first class first (gold medalist) in B.Sc. (Engineering)?

Jam Muhammad Yousaf: A list showing names, domicile, total length of service and present posting of those engineers who are first class (gold medalist) in B.Sc. Engineering is at Annex "A".

Annexure-A

LIST SHOWING NAMES, DOMICILE, TOTAL LENGTH OF SERVICE AND PRESENT POSTING OF THOSE ENGINEERS WORKING IN POWER WING WHO ARE FIRST CLASS (GOLD MEDALIST) IN B.Sc. ENGINEERING.

S.No.	Name	Domicile	Date of Appointment	Place of Posting
1.	Mr. Bashir Ahmed	Punjab	26-08-1989	SDO,Jaranwala, AEB, Faisalabad.
2.	Mr. Muhammad Tauseef	Punjab	26-08-1989	SDO, GSC, G.C. Division, Lahore.
3.	Qazi Muhammad Tahir	NWFP	26-08-1989	SDO(E) Mansehra S/Divn. No.1, under AEB Peshawar.
4.	Mr. Ashok Kumar	Sindh(R)	23-10-1989	Resident Engineer (Th.) Power Station.Quetta presently on study leave to USA w.e.f. 6-8-1992

5.	Mr. Bashir Ahmed Babar	Sindh(R)	03-03-1990	JE under RE Unit 1-4 Jamshoro under Chief Engineer,Thermal, Jamshoro
6.	Mr. Muhammad Mustafa	NWFP	21-03-1990	Jr. Engineer, under CE(GSO) Islamabad
7.	Mr. Zaheer Ahmed	Sindh(R)	11-07-1990	SDO, 500KV T/L Divn. Guddu under Chief Engineer, GSO, Lahore.
8.	Miss Fehmeeda Siddiq	Punjab	01-09-1990	Jr. Engineer. CE (Design) T&G, WAPDA House, Lahore.
9.	Mr. Najeeb Nawaz	Sindh(R)	11-11-1990	Jr. Engineer, under CE, GSO, Hyderabad.
10.	Mr. Tanzil Rahim	Sindh(R)	12-11-1990	Jr. Engineer under CE(Thermal) Guddu.
11.	Mr. Muhammad Shahid	Punjab	24-12-1990	Jr. Engineer under RE, SPS. Faisalabad.
12.	Mr. Tufail Ahmed Sh.	Sind(R)	11-05-1992	WAPDA Engineering Academy, Faisalabad.
13.	Mr. Manzoor Ahmed	Sindh(R)	11-05-1992	Principal, WAPDA Academy, Tarbela.
14.	Mr. Ahmed Ali	Sindh(R)	11-05-1992	Principal, WAPDA Academy, Faisalabad.
15.	Mr. Fida Hussain	Sind(R)	11-05-1992	Principal, WAPDA Academy, Tarbela.
16.	Mr. Ali Nawaz	Sindh(R)	11-05-1992	Principal, WAPDA Academy, Faisalabad.
17.	Mr. Mehtab Ali Bangash	NWFP	11-05-1992	Principal, WAPDA Academy,

				Tarbela.
18.	Mr. Akhtar Ali	Punjab	11-05-1992	Principal, WAPDA Eng. Academy, Faisalabad.
19.	Mr. Nafees Saleem	Punjab	11-05-1992	Principal, WAPDA Academy, Tarbela.
20.	Mr. Riaz Inayat	Punjab	11-05-1992	Jr. Engineer under Principal, WAPDA Academy Tarbela.

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ سپلیمنٹری جناب اعجاز جتوئی صاحب۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ ہاں جی یہ کہا ہے انہوں نے کہ کچھ واپڈا کے آفیسرز کو دیا گیا ہے ایکسٹینشن، کیا یہ ذرا وضاحت فرمائیں گے کہ کن آفیسرز کو کون سے criteria کے تحت اور ان کے ذرا نام بتا دیں تو مہربانی ہو گی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جام محمد یوسف صاحب۔

Jam Muhammad Yousaf: Madam, the total 3 officers in the Ministry of Water and Power have been given extension in the service during the last two years. Their names are:-

Mr. Dawood Baig, Additional Secretary for Power;

Mr. Hafeez Ibrahim;

Mr. Abdul Rashid Kakar.

They are all in 21 grades and Mr. Nazim Hussain Siddiqui, General Manager, Thermal WAPDA in BPS-21 has been given extension from 1991 to 1992.

اس کا ابھی ریٹائرمنٹ ہو چکا ہے اور اس کو ایکسٹینشن نہیں دی گئی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب اعجاز جتوئی صاحب سپلیمنٹری۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ کیا وزیر موصوف صاحب یہ بیان فرمائیں گے کہ یہ جو ایکسٹینشنز دی گئی ہیں یہ کب دی گئی ہیں؟ پہلی بات تو یہ ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ کیا جن کو ایکسٹینشنز دی گئی تھیں وہ اتنی ضروری تھیں، اتنی ناگزیر تھیں کہ کوئی اور آفیسر وہاں پہ نہیں آسکتا

تھا replace کرنے ان کو' یہ ذرا بتائیں گے کہ criterian کیا ہے اور کون سے رولز کے تحت ان کو یہ extensions دی گئی تھیں؛

میڈم ڈپٹی چیئرمین- جناب جام محمد یوسف صاحب آپ ذرا مائیک کے نزدیک بولیں-

Jam Muhammad Yousaf:- Sir, there was acute shortage of highly qulified and experienced engineers. Therefore, the Government has a policy to grant extension where services are technically--------

میڈم ڈپٹی چیئرمین- جی انہوں نے کہا ہے کہ کب دی گئیں ہیں؛

جام محمد یوسف- یہ ایک میں نے بتا دی ہے' یہ داؤد بیگ کا جو extension date ہے وہ date of extension, Managing Director, Distribution WAPDA Grade 21 سے 2-8-1992 اس کی 8-3-1993 سے extension دی گئی ہے- مینیجنگ ڈائریکٹر' عبدالرشید کاکڑ' اسے 7-5-1992 سے دی گئی ہے- مسٹر ناظم حسین ملک' یہ ریٹائرڈ ہو چکے ہیں- دو سال' دو دفعہ اسے ایکسٹینشن مل چکی تھی- یعنی third time نہیں دی گئی- مسٹر امین احمد خان'.(BPS-19) he is a Director Training WAPDA-

میڈم ڈپٹی چیئرمین- جناب اعجاز جتوئی صاحب- the last supplementary-

جناب اعجاز علی خان جتوئی- محترمہ میں جام صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں صرف یہ کہ جو انہوں نے posts mention کی ہیں' یہ کون سے technocrats کی posts ہیں' یہ technocrats کی posts نظر نہیں آتیں- ڈائریکٹر ٹریننگ اور اس طرح کے ۲۱ گریڈ کی جو posts mentioned کی ہیں- بہر حال میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس کو consider کریں اور جان چھڑائیں ان سے جو ریٹائرڈ ہونے والے ہیں تاکہ دوسرے لوگ آگے آئیں-

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل- پوائنٹ آف آرڈر-

میڈم ڈپٹی چیئرمین- پوائنٹ آف آرڈر' جی عبدالرحیم مندوخیل صاحب' کیا ہے؛

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل- جناب یہ ۱۹۴ جو ہے یہ تو وہ گولڈ میڈلسٹ انجینئرز کے بارے میں ہے- یہ تو ۱۹۷ کا جواب ہو رہا ہے- اورضمنی سوالات ہو رہے ہیں-

جام محمد یوسف- جس طرح کہ question جو raise کیا گیا تھا میں نے اس کے تحت answer دیا ہے-

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ انہوں نے تو سپلیمنٹری میں ریز کیا ہوا ہے ناں۔ اس کا جواب دے رہے ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ سپلیمنٹری یہاں پر ۱۹۷ کے ہو رہے تھے' جوابات بھی ۱۹۷ کے ہو رہے ہیں۔ ۱۹۴ تو گولڈ میڈلسٹ انجینئیرز کی پوسٹنگ کے بارے میں تھا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں ابھی جو سپلیمنٹری کر رہے تھے اس کے مطابق وہ دے رہے ہیں۔ ابھی وہ سوال آگے بھی آرہا ہے' اس پر بھی آپ جواب سن لیں گے۔ جی اگلا سوال نمبر ۱۹۶ سید فصیح اقبال صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ ۱۹۴ کب ہوا ہے؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ میں نے ۱۹۴ ہی تو کال کیا تھا آپ نے سنا نہیں ہے۔

جام محمد یوسف۔ ۱۹۴ کے annexure میں جو ہے وہ گولڈ میڈلسٹ کے بارے میں ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ اب آپ کریں ۱۹۶ سید فصیح اقبال صاحب۔

196 ***Syed Faseih Iqbal** (on his behalf): Will the Minister for Culture be pleased to state the name of those areas where excavation work has been carried out by the department of Archaeology in collaboration with foreign experts during the last five year indicating the province-wise break-up?

Sheikh Rashid Ahmad: The details of the foreign Archaeological Missions who worked in Pakistan during the last five years in collaboration with the Department of Archaeology, Government of Pakistan are as under:-

S.No.	Name of Foreign Mission	Areas of Excavation Works	Province
1.	French Archaeological Mission led by Dr. Jean Francois Jarrige, France.	Nausharo, Tehsil, Dhader, Distt. Kachi.	Baluchistan
2.	Italian Ecological & Archaeological Mission led by Prof. V.F. Piacentini Cathalic University of the Sacred	Turbat and Gwadar	Baluchistan

	Heart, Milance, Italy.		
3	Kyoto University Archaeological Mission led by Professor Koji Nishikawa, Japan.	Ranigat in Buner District.	Baluchistan
4.	Italian Archaeological Mission led by Dr. Domenico Faccenna, IsMEO, Rome, Italy.	Barikot, Udegram Sanghao, (Saidu Sharif), Wwat.	N.W.F.P.
5.	Pak-German Study Group led by Prof. Dr. Karl Jettmar, Germany.	Gilgit, Chilas, Baltistan, and Yasin Valley.	Northern Areas of Pakistan
6.	American Archaeological Mission led by Dr. G.F. Dales, University of California, Bakelly, California, U.S.A..	Harappa, Distt. Sahiwal.	Punjab
7.	British Archaeological Mission, led by Dr. F. R. Allchin, Cambridge, U.K.	Pabbi Hills (Gujrat Distt.) and Soan Valley near Rawat, Distt. Rawalpindi.	Punjab.
8.	French Archaeological Expendition led by Prof. Dr. Monique Kervrán, University of Paris, France.	Coastal Areas around Thatta.	Sindh

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جی سپلیمنٹری محمد ابراہیم صاحب۔

جناب محمد ابراہیم خان۔ کیا جناب منسٹر صاحب یہ بتا سکیں گے کہ اپنے ملک کے experts نے بھی کہیں excavation کی ہے گزشتہ پانچ سال میں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب شیخ رشید احمد صاحب آپ یا چوہدری اسدالرحمٰن صاحب آپ جواب دیں گے۔

چوہدری اسد الرحمٰن۔ جی on his behalf دوں گا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ اچھا چوہدری اسدالرحمٰن صاحب۔

چوہدری اسد الرحمٰن۔ یہ اس کے لئے تو فریش نوٹس دے دیں' یہ تو بڑا لمبا چوڑا جواب ہو گا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب منظور گچکی صاحب سپلیمنٹری۔

جناب منظور احمد گچکی۔ یہ جو کہہ رہے ہیں، میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ تو اس سے تعلق ہے کہ جتنے excavations ہوتے ہیں اس میں simple سا سوال ہے کہ کیا کوئی پاکستانی کبھی اس میں گیا ہے، اس کا نام ہے؟ یہ تو ظاہر ہے کہ نہیں گئے ہیں۔ اگر نہیں گئے ہیں تو کیوں نہیں ان کو بھیجا گیا ہے؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب چوہدری اسد الرحمٰن صاحب۔

چوہدری اسد الرحمٰن ۔ محترمہ یہ ایک بالکل مختلف سوال ہے۔ یہ انہوں نے کہا ہے کہ کتنے Foreign Missions ، سوال یہ تھا کہ کتنے Foreign Missions پاکستان میں آنے اور انہوں نے excavations کی ہے اس کے متعلق سوال ہے۔ جو Foreign Mission آتے ہیں excavations کے لئے، ان کے متعلق یہ بتایا گیا ہے کہ پچھلے پانچ سال میں آٹھ آتے ہیں اور یہ پاکستان کی حکومت جس میں منسٹری آف کلچر شامل ہے، ان کی اجازت سے ان کے alliance سے آتے ہیں۔ اس کے لئے باقاعدہ ایک قانون ہے جس کے تحت یہ Foreign Missions کرتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ جو دوسرے ہیں، اس کے لئے تو الگ سوال کریں یہ فارن مشن کے متعلق سوال تھا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب محمد ابراہیم صاحب سپلیمنٹری۔

جناب محمد ابراہیم خان ۔ میرا سوال یہ تھا کہ یہاں Foreign Exerts, Archaeological Experts کی بات ہوتی ہے ملک میں excavation کے لئے، findings کے لئے۔ وہاں منسٹر صاحب کو یہ بھی تو پتہ ہونا چاہیئے کہ اپنے ملک کے experts کتنا کام کر رہے ہیں اس عظیم کام پر۔ میں تو یہ پوچھنا چاہتا ہوں اس کا جواب وہ نہیں دیتے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ چوہدری اسد الرحمٰن صاحب آپ کو کوئی idea نہیں ہے۔ اصل میں منسٹر اس کے ہیں نہیں۔ یہ on his behalf بول رہے ہیں تو اس لئے ان کو فریش نوٹس چاہیئے۔

چوہدری اسد الرحمٰن۔ میرے پاس فریش انفارمیشن نہیں ہے۔

جناب محمد ابراہیم خان۔ اگر نہیں ہیں تو وہ جواب کیوں دیتے ہیں۔ آرام سے بیٹھے رہیں۔

چوہدری اسد الرحمٰن۔ محترمہ پاکستان میں جو کچھ ہوا ہے اس کے متعلق تو یہ سوال ہی نہیں تھا، فارن مشن کے متعلق سوال تھا، اس کے متعلق آپ سوال پوچھیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ چوہدری صاحب ویسے یہ concerned ہے' آپ کو تھوڑا سا idea ہونا چاہیئے سپلیمنٹری میں اس سے concerned بڑے سپلمنٹریز پوچھے جاتے ہیں۔ تھوڑا سا idea ہونا چاہیئے۔ جناب محمد ابراہیم صاحب سپلمنٹری جی۔

جناب محمد ابراہیم خان۔ جناب والا' یہ بہت اہم موضوع ہے۔ ہمارے اثاثے ہیں' ہمارے relies ہیں' ہمارا پرانا کلچر ہے اس کے متعلق ہمیں پوچھنا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ اب جی وہ فریش نوٹس چاہیئے۔ ان کے پاس کوئی idea نہیں ہے اور information تو فریش نوٹس میں ہی------ جی جناب اعجاز جتوئی صاحب Last Supplementary۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ یا تو اس question کو پھر defer کردیں۔ یہ important question ہے۔ اس کو رکھیں۔ جب پتہ ہی نہیں ہے تو اس کے متعلق یہ information کیا دیں گے۔ یا وزیروں کو پابند کریں کہ وہ آیا کریں۔ آج تو ماشاء اللہ ٹیم ہے پوری۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں یہ question defer کردیتے ہیں for the next session. Next question No.197, Syed Faseih Iqbal Sahib

۔ پہلے ۱۹۴ ہوا تھا اب ۱۹۷ ہے۔

197 *Syed Faseih Iqbal (On his behalf): Will the Minister for Water and Power be pleased to state the number of officers in grade 17 and above given extension in their services in the Ministry of Water and Power and its attached departments during the last two years?

Jam Muhammad Yousaf: A total of 5 officers of Ministry of Water and Pow er and WAPDA have been given extensions in service during the last two years with the approval of the Prime Minister.

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ کوئی سپلیمنٹری نہیں۔ حافظ حسین احمد صاحب اگلا سوال نمبر ۱۹۸۔

198 *Hafiz Hussain Ahmed: Will the Minister for Housing and

Works be pleased to state further steps taken by the Government on Works Division letter No.F.1/13/91-EV., dated 20th July, 1992 indicating progress report on the resolution passed by the Senate on 10 November, 1991?

Makhdoom Muhammad Javed Hashmi: As stated in the letter adressed to the Senate Secretariat, referred to in the question, it was not found feasible to transfer the hiring allotment of government quarters/houses to the respective government departments.

However, in order to further simplify the allotment/assessment/hiring of houses by the Estate Office, the relevant rules/procedure are being simplified to eliminate difficulties to the government officials to the maximum possible extent. In this connection, the Standing Committee of the Senate have already approved the amendments in the draft Pakistan Allocation Rules, 1992 which are now pending consideration before the Standing Committee of the National Assembly. These will be notified as soon as possible.

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ سپلیمنٹری جی۔

حافظ حسین احمد۔ کیا وزیر موصوف صاحب بیان فرمائیں گے کہ سینٹ کی منظور کردہ قرارداد کی کیا حیثیت ہے ان کے نزدیک؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ مخدوم جاوید ہاشمی صاحب۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی۔ ہم بہت احترام کرتے ہیں جی اور بہت اہمیت ہے اس کی اور اسی سینٹ نے جو اپنی کمیٹی دی ہوئی ہے، سٹینڈنگ کمیٹی، اس کا بھی احترام کرتے ہیں اور پوری پارلیمنٹ کا جو سسٹم ہے اس کو یہ ٹکڑوں ٹکڑوں میں تقسیم کر کے بات نہ کریں۔ اس سوال کے جواب میں یہی ان کو عرض کیا گیا ہے کہ سینٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی جو ہے، اس نے اپنی جو سفارشات دی ہیں اس کے بعد نیشنل اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی نے انہی سفارشات کو زیر غور انہوں نے رکھا ہوا ہے۔ پھر طریقہ کار یہ ہے کہ یہ کیبنٹ کے پاس جاتا ہے اور finally منظوری ہوتی ہے ان rules and regulations کی۔ صرف ان کو یہ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آیا ان کو

پتہ ہے کہ ریزولیوشن کے کیا معنی ہوتے ہیں اور وہ کس طریقے سے implement ہوتے ہیں' اس کے طریقہ کار کا پتہ اگر محترم ممبر کو ہو۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ آپ ان کے سوال کا جواب دیں ناں۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی۔ میں جواب وہی دے رہا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ آپ ان کو اس طرح چیلنج نہ کریں۔ آپ سوال کا جواب دیں۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی۔ جواب یہ ہے کہ ہمیں بڑا احترام ہے۔ سینٹ کے ریزولیوشن کا بڑا احترام ہے' مختصر جواب یہ ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب اعجاز جتوئی صاحب سپلیمنٹری۔

حافظ حسین احمد۔ میرا سپلیمنٹری سوال ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ ایک سیکنڈ جی وہ پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھے ہیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ میں صرف محترم جاوید ہاشمی صاحب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ احترام تو کرتے ہیں لیکن بڑی بیگم والا احترام نہیں کریں ناں۔ کوئی اچھا بیان بھی دیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب حافظ حسین احمد صاحب سپلیمنٹری۔

حافظ حسین احمد۔ محترمہ میرا سوال یہ ہے کہ سینٹ کی منظور کردہ ۱۰ نومبر ۱۹۹۱ء کی قرارداد پر انہوں نے کیا عمل درآمد کیا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ جناب سٹینڈنگ کمیٹی میں فیصلہ ہوا ہے۔ میں اس کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ میرا سوال یہ ہے کہ ۱۰ نومبر ۱۹۹۱ء کو سینٹ نے جو قرارداد منظور کی اس پر عمل درآمد کس حد تک آپ نے کیا ہے؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب جاوید ہاشمی صاحب۔ اس پر کس حد تک عمل کر رہے ہیں آپ؟

مخدوم محمد جاوید ہاشمی۔ میں نے اسی لئے تھوڑا سا pre-empt کیا تھا کہ ان کا سوال جو تھا اس میں ملفوف سوال تھا جس کا جواب پھر لفافے میں بند کر کے ہی دیا جا سکتا تھا۔ گزارش یہ ہے کہ--------

حافظ حسین احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر جی۔ میں احتجاج کرتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جی حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد۔ یہ غلط بات ہے کہ وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کون سا ایسا سوال تھا جو بتاتے ہوئے یہ شرماتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جاوید ہاشمی صاحب آپ specific question کا جواب دیں۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی۔ جی میں جواب دیتا ہوں۔ اس میں احتجاج کی تو میرے خیال میں ضرورت نہیں ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ مخدوم صاحب آپ جواب دیں۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی۔ جواب یہ ہے کہ اس ریزولیوشن کے بعد سٹینڈنگ کمیٹی جو ہے اس کے ریزولیوشن پر عمل درآمد کرنے کے لئے طریقہ کار ہوتا ہے۔ ان ریزولیوشن کا اپنا ایک احترام ہے اورحیثیت ہے پھر اس کےمطابق سٹینڈنگ کمیٹی کے نزدیک کیا ہے۔ سٹینڈنگ کمیٹی بھی سینٹ کی ہے۔ سینٹ نے اس کے رولز بنائے ہیں، اپنی سفارشات بھیجی ہیں۔ ان سفارشات کو اب دوبارہ سٹینڈنگ کمیٹی ایک قومی اسمبلی کی ہے اس کی بھی سفارشات آرہی ہیں اس لئے وہ ریزولیوشن جو ہے اسٹینڈنگ کمیٹی کے ذریعے proceed کررہا ہے اور اس میں جو بھی تاخیر یا اس میں جلدی ہوئی ہے وہ تو سینٹ کمیٹی نے بھی ابھی ایک مہینہ پہلے اپنی سفارشات مکمل کی ہیں انشاء اللہ اس پر عمل درآمد ہوگا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ حافظ حسین احمد آخری ضمنی سوال جی۔

حافظ حسین احمد۔ آپ جواب دیکھیں ناں خدا کے لئے یہ کیا کہہ رہے ہیں لفافے میں بند کریں یہ ایوان میں ان کو کہنا چاہئیے؟ دیکھئے انھوں نے جواب دیا ہے جو متعلقہ محکموں کو منتقل کرنا ان کی وزارت نے قابل عمل نہیں سمجھا ہے۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی۔ میرے خیال میں اگر یہ جواب پڑہیں تو ان کو سمجھ آجائے گی۔ معزرت چاہتا ہوں لیکن حقیقت یہی ہے اگر چہ تلخ حقیقت ہے۔ پڑھ لیں، جواب تفصیل سے لکھا ہوا ہے۔

حافظ حسین احمد۔ میرا تو میٹھا سوال ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس قرارداد کی کیا اہمیت ہے۔ کیا وزیر موصوف صاحب اس قرارداد پر عمل درآمد کی یقین دہانی کراتے ہیں یا نہیں؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جی ہاشمی صاحب آپ یقین دہانی کرانا چاہتے ہیں۔ اس پر عمل درآمد کرانے کی؟

مخدوم محمد جاوید ہاشمی۔ جی عمل درآمد کے نئے طریقہ کار اختیار کیا ہوا ہے یقین دہانی کا مسئلہ یہ ہے اور یہ سب چیزیں جو ہیں under process ہیں اور چل رہی ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ اگلا سوال جی ۱۹۹ ڈاکٹر محمد ریحان صاحب۔

199 *Dr. Muhammad Rehan: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state whether it is a fact that the Ombudsman had directed to provide the natural Gas to Muslim Model Boarding School, Risalpur in August, 1992, if so, the action, if any, taken on the said direction?

Ch. Nisar Ali Khan: No.

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ ڈاکٹر محمد ریحان صاحب ضمنی سوال جی۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ جی نہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ اگلا سوال جی نمبر200 ' ڈاکٹر محمد ریحان صاحب۔

200 *Dr. Muhammad Rehan: Will the Minister for Enviornment and Urban Affairs be pleased to state the steps taken by the Government to prohibit the manufacture, sale and use of pressure horns in the country?

Mr. Anwar Saifullah Khan: The prohibition of the use of pressure horns falls within the jurisdiction of Provincial Governments. The Environment and Urban Affairs Division has requested the Provincial Governments to take effective steps to control noise pollution (which includes that from use of pressure horns) caused by motor vehicles. Standards for control of noise pollution have also been developed.

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ ڈاکٹر محمد ریحان صاحب ضمنی سوال جی۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ جناب میں نے یہ پوچھا تھا'

The steps taken by the Government to prohibit the manufacture, sale and use of pressure horns in the country?

ٹھیک ہے وزیر صاحب نے جواب فرمایا ہے کہ یہ صوبائی مسئلہ ہے لیکن ان کا جواب جو ہے وہ یوں ہے pressure horns کے متعلق کہ میرا نمبر 1 تو یہ ہے کہ manufacture of pressure horns in the country. تو اس کے متعلق مہربانی فرما کر وہ ذرا روشنی ڈالیں اس پر جی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب انور سیف اللہ صاحب۔

جناب انور سیف اللہ خان۔ جناب چیئرمین اس کا جواب تو منسٹر فار انڈسٹریز اینڈ کامرس ہی دے سکتے ہیں۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ ہماری حکومت کی پالیسی liberalisation کی ہے۔ یہ ban اگر لگا بھی لیں تو ملک میں pressure horns بن رہے ہیں تو کس کس پر ban لگائیں گے۔ ہم نے ایک قانون بنایا ہے' اس میں ترمیم لا رہے ہیں standards بنانے ہیں انشاء اللہ بہت جلد وزیر اعظم پاکستان Protection Council کی میٹنگ کریں گے standards جب منظور ہوجائیں گے تو انشاء اللہ صوبوں کو یہ delegate کئے جائیں گے اس پر بھی باقاعدہ عمل کیا جائے گا اور اس پر پھر implement ہو گا تو انشاء اللہ ڈاکٹر صاحب کو آئندہ شکایت نہیں رہے گی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ کوئی اور ضمنی سوال۔ ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ میرا سوال ہے جو اس سے متعلقہ ہے کہ کیا حکومت لاؤڈ سپیکر جو آج کل رات دن بے دریغ استعمال ہو تے ہیں جس سے لوگوں کا سکون ختم کردیا ہے اس بارے میں حکومت کوئی اقدامات کرے گی کہ سپیکر صرف اجازت کے ساتھ نہایت ضروری بات پر استعمال کرنے دیا جائے اور بلاوجہ لوگوں کا سکون خراب نہ کیا جائے؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب انور سیف اللہ خان صاحب۔

جناب انور سیف اللہ خان۔ ضرور اس پر بھی غور ہوگا جیسا کہ میں نے اس august House کو بتایا ہے جب یہ standards بنیں گے تو ان کو ہم باقاعدہ implement کریں گے۔

I know that Dr. Sahib has a specific problem because he lives next to a main highway.

نوشہرہ میں تو وہ ان کو زیادہ تکلیف ہے انشاء اللہ ہم بہت جلد اس کا حل نکالیں گے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین- جناب کمانڈر خلیل الرحمان صاحب۔ ضمنی سوال جی۔

جناب خلیل الرحمان - محترمہ یہ supplementary suggestion ہے کیونکہ لاؤڈ سپیکروں کا بھی ہر جگہ استعمال ہو رہا ہے علاوہ جو pressure horns کی بات ہوئی ہے۔ اس صورتحال نے سب کا نہ صرف سکون برباد کیا ہے بلکہ اس سے psychological upset ہوتا ہے بڑی مصیبت ہے تو منسٹر صاحب نے جو جواب ہے ذرا کچھ تسلی بخش نہیں ہے۔ حکومت اس پوزیشن میں ہے کہ وہ ان کے manufacture پر ضرور ban لگا سکتی ہے۔ باقی یہاں وزیر مذہبی امور بھی بیٹھے ہیں' ان سے بھی یہ درخواست ہے کہ اس صورتحال کو کسی حد تک قابو رکھنا چاہیئے کیونکہ لوگوں کو ازحد شکایات ہے اور ہر جگہ یہ شکایت ملتی ہے کہ جس کسی کے بھی ہاتھ میں یہ چیز آتی ہے وہ اس کا بے دریغ استعمال کرتاہے یہ certainly environment کو effect کرتی ہے' جن لوگوں کے گھر ان لاؤڈ سپیکروں کے نزدیک ہیں وہ psychologically effect ہونے ہیں۔ گاڑیوں میں بیٹھ کر گھروں سے باہر چلے جاتےہیں یا یونہی نکل جاتے ہیں اور اس صورتحال پر سنجیدگی سے غور کرنا ہی ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین- جناب انور سیف اللہ صاحب ان کو یقین دلایئے۔

Mr. Anwar Saifullah Khan: I agree that he has raised a very valid issue, very important issue and we are certainly going to consider it. We do know that it has adverse affects on human beings.

لوگ اس سے deaf ہوجاتے ہیں اور نفسیاتی problems ہوجاتے ہیں تو یہ انشاء اللہ ہم consider کر رہے ہیں میں نے پہلے بھی یہ کہا کہ جب یہ standards بنیں گے تو ان کو باقاعدہ ہم implement کریں گے اور جب کریں گے تو یہ مسئلہ انشاء اللہ حل ہو جائے گا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین- شکریہ۔ جی جناب اعجاز جتوئی صاحب' آخری ضمنی سوال ہے جی۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی- وزیر موصوف نے تو اپنے شعبے کے حوالے سے جواب دے دیا۔ اگر مذہبی امور والے وزیر صاحب بیان فرمائیں کہ یہ جو لاؤڈ سپیکر پر کیسٹیں لگا کر چلانے جاتے ہیں ہمارے مولانا حضرات' ان کے لیئے برائے مہربانی کچھ فرمائیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین- اس کا جواب آچکا ہے۔ مولانا صاحب کا تو یہ سوال ہی نہیں ہے۔ آپ کچھ فرمائیں گے مولانا عبدالستار نیازی صاحب۔

مولانا عبدالستار خان نیازی۔ ہماری جو کمیٹی بنی تھی اتحاد بینالمسلمین اور نفاذ شریعت، اس میں خاص طور پر یہ باقاعدہ لکھا ہے کہ لاؤڈ سپیکر جو ہے اس کو محدود کیا جائے، مسجد سے باہر نہ جائے مسجد کے اندر ہو اس کی آواز اور جو بھی پابندیاں لگائی ہیں یہ جو انہوں نے فرمایا ہمیں خود احساس ہے کہ اس سے لوگوں کے سکون میں خلل پیدا ہوتا ہے۔ کوئی پڑھائی کرتا ہے اور کوئی بیمار ہوتا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جناب۔ اگلا سوال جی 201 سید اشتیاق اظہر صاحب۔

201. *Syed Ishtiaq Azhar: Will the Minister for Water and Power be pleased to state whether it is a fact that construction of 2nd phase of the Chashma Right Bank Canal has been delayed, if so, its reasons?

Jam Muhammad Yousaf: Yes. It has been delayed for many inevitable and technical reasons. For instance-- Gulf crisis, shortage of funds, abnormal rains and flood flows, Chinese Contractor fielded on the Project, Lithology in project area, non availability of good quality of tiles, etc..

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ ضمنی سوال جی اشتیاق اظہر صاحب۔

سید اشتیاق اظہر۔ میرا سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف نے Chashma Right Bank Canal کے سلسلے میں کہا ہے کہ وجوہات تو بتا دی ہیں، کیا یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ اس تاخیر کی وجہ سے اس کی cost کتنی بڑھ گئی ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب جام محمد یوسف صاحب۔

جام محمد یوسف۔ جی، 1991-92 demand for the budget allocation اس کی ہوگی 310 ملین۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب اشیاق اظہر صاحب۔

سید اشتیاق اظہر۔ کتنا اضافہ ہوا ہے؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ یوسف صاحب وہ پوچھ رہے ہیں کہ کتنا اضافہ ہوا ہے اس تاخیر کی وجہ سے؟

Jam Muhammad Yousaf: Sir, during the year of 1991-92

اس کو جو کام کے لئے release ہونے تھے وہ تقریباً پہلے 52 ملین ہونے تھے وہ اسی بنا پر کئے گئے تھے کہ ایک تو جو وہ contractor تھا اس کی اتنی qualification نہیں تھی چونکہ inexperienced تھا اس کی وجہ سے یہ جو فنڈ surrender کیا گیا اس کی وجہ سے نقصان ہوا ہے لیکن اس کی آئندہ جو لاگت آئے گی اس کا تقریباً واپڈا کی طرف سے تقریباً 92461 ملین release ہو گا اس میں اضافہ تقریباً 52 ملین سے 70 ملین ہو گا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جناب۔ جی اشتیاق اظہر صاحب۔

سید اشتیاق اظہر۔ میں نے سوال کیا تھا کہ جب یہ پراجیکٹ conceive ہوا تھا تو total cost کیا تھی؛ اب اس کی total cost کیا ہو گی؛

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب جام محمد یوسف صاحب وہ specific سوال پوچھ رہے ہیں؛

جام محمد یوسف۔ اس کے لئے نیا سوال دیں جی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ اشتیاق اظہر صاحب ان کو اس کے لئے فریش نوٹس چاہیئے۔ ضمنی سوال جناب کمانڈر خلیل صاحب۔

جناب خلیل الرحمٰن۔ محترمہ چیئرمین صاحبہ یہ lack of funds یہ آندھی اور طوفان والی بات تو سمجھ میں آگئی ہے۔ لیکن یہ Gulf crises سے کیا تعلق ہے۔ Was it being financially supported by the Gulf countries?

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب محمد یوسف صاحب۔

Jam Muhamad Yousaf: Madam, it was the adverse effect of the problems of procurement of POL&G due to the Gulf crises and due to construction timings.

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب ڈاکٹر ریحان صاحب آخری ضمنی سوال۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ Cover کرنے کے لئے کیا حکومت کچھ ایسے war footing اقدام کرے گی کہ جو دیر ہوئی ہے جس سے قومی لحاظ سے بڑا نقصان ہو رہا ہے۔ کیا حکومت کچھ اقدام تیزی سے شروع نہیں کرے گی؛

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب جام محمد یوسف صاحب آخری ضمنی سوال۔

جام محمد یوسف۔ جی ہاں حکومت اس پر غور کر رہی ہے۔ لیکن اس کی کچھ financial implications and due to delay by International Donors یہ پراجیکٹ کو carry out نہیں کر سکے۔ لیکن ابھی یہ توقع ہے کہ in conclusion منسٹری واٹر اینڈ پاور نے اپنی طرف سے ہدایات بھی جاری کی ہیں کہ کسی طرح یہ کام delay نہ ہو۔ اور تقریباً جو 8 ماہ کا معاہدہ ہے۔ نمبر 62 کے جو recently encountered insurmountable problems جو stagewise کہہ رہے ہیں لیکن اسے phasewise کیا جائے گا کہ انشاء اللہ اس کی جلد تعمیر شروع کی جائے گی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ اگلا سوال 202 سید اشتیاق اظہر صاحب۔

202. *Syed Ishtiaq Azhar: Will the Minister for Tourism be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government toprivatise the hotels under the administrative control of the Ministry, if so, itsdetails?

Shahzada Mohiuddin: Pakistan Tourism Development Corporation (PTDC) Hotels viz. Faletti's Lahore, Dean's Peshawar and Cecil's Murree were offered for Redesigning, Reconstruction and Operation on long-term lease of 40 years through advertisement in National and International Press. Bids were received and scrutinized on 2nd November, 1992 by the Committee consisting of Deputy Chairman, Planning Commission (Chairman), Secretary, Culture, Sports and Tourism, Additioal Secretary(Finance), Managing Director, PTDC as members. The bids were not accepted as the highest bids were either conditional or the bidders were not clear about the implications of the offer and the terms and conditions of lease. The Committee therefore decided to re-advertise bids after clarification of all these points and after suitably amending the bid document. The lease was advertised again in the 1st week of January, 1993. Last date for receipt of bids is 1st March, 1993. It may

be added that Flashman's Hotel, Rawalpindi was not offered for long lease being Cantonment properly on lease with PTDC and the matter regarding the rights of the PTDC is under consideration.

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ ضمنی سوال؛

سید اشتیاق اظہر۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ٹورزم کارپوریشن کے کتنے ہوٹل نیلام ہونے تھے؛ ٹوٹل تعداد؛

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب اعجاز جتوئی صاحب Point of Order۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ انہوں نے پوچھا ہے، ذرا سوال تو پڑھیں کہ یہ privatisation کے لئے گئے ہیں یا نہیں۔ جواب دیا ہے کہ پاکستان ٹورزم ڈویلپمنٹ کارپوریشن، PTDC Hotels, Fletti's Lahore, Peshawar and Cecil's Murree were offered for the redesigning and reconstruction. Privatisation کے لئے انہوں نے پوچھا ہے کہ انہوں نے redesigning اور reconstruction کا نہیں۔ یہ پڑھتے بھی ہیں؛

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ میں نے پڑھا ہے۔ جناب چوہدری اسد الرحمٰن صاحب۔

چوہدری اسد الرحمٰن۔ محترمہ میں پہلے وضاحت کردوں کہ انہوں نے کہا کہ کتنے ہوٹل دے رہے ہیں؛ یہ PTDC کے پاس چار ہوٹل ہیں۔ جن میں سے تین کو lease پر دینے کی شرائط ہیں۔ خاص طور پر ملکیت میں نہیں دے رہے ہیں۔ 40 سال lease پر دے رہے ہیں۔ اور اس میں یہ شرائط شامل نہیں کہ وہ ان کو redesign کریں گے اور reconstruct کیونکہ یہ جو ہوٹل ہیں لاہور میں اور مری میں Cecil's پشاور میں Dean's یہ سو سال سے زیادہ پرانے ہوگئے ہیں اور وہ اب uneconomical ہو رہے ہیں۔ ان کو maintain کرنا اور ان کو چلانا۔ کیونکہ وہ پرانے ہیں ان میں capacity کم ہے۔ اب بڑے ان جگہوں پر نئے ہوٹل بنانا بھی اس lease کی شرائط میں شامل ہوگا۔ تو ان شرائط پر چالیس سال کی lease پر دینے کی تجویز ہے۔ تو اس لحاظ سے یہ پرائیویٹ ہو رہے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب اشتیاق اظہر صاحب۔

سید اشتیاق اظہر۔ تو پھر پرائیوٹ کرنا تو نہ ہوا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب چوہدری اسد الرحمٰن صاحب۔

چوہدری اسد الرحمٰن۔ یہ جواب میں وضاحت ہے کہ ان کو lease پر دینے کے لحاظ سے دیا جا رہا ہے۔ یعنی P.T.D.C. خود نہیں چلائے گی۔ جو کمپنی اس کو چالیس سال کے لئے لے گی اس کو redesign کرے گی، reconstruct کرے گی اور پھر چالیس تک چلائے گی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ اعجاز جتوئی صاحب، ضمنی سوال۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ یہ specific سوال ہے Privatisation کے سلسلے میں۔ چلیں انہوں نے کہہ دیا کہ lease۔ ہم نے مان لیا چونکہ یہ جواب غلط ہے۔ دیکھا جائے تو جو سوال کیا گیا ہے اس کا جواب دوسرا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان ہوٹلوں کو پرائیویٹ کرنے میں کیوں دقت آئی؛ پہلی بات ہو پرائیویٹ کمیشن یہاں موجود ہے۔ وہ تو ما شاء اللہ 15 منٹ کے اندر سب کچھ بیچ دیتا ہے۔ وہ اتنے ماشاء اللہ sufficient Commission میں ہیں۔ یہ تین ہوٹل تو ایک منٹ کی بات ہے۔ Interparkin سکھر کو جس طرح سے بیچا گیا تھا۔ یہ تو کوئی ان کے لئے مسئلہ نہیں ہے۔ یہ تو جنرل صاحب ایک منٹ میں کردیں گے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب چوہدری اسدالرحمٰن صاحب۔

چوہدری اسد الرحمٰن ۔ جہاں تک انہوں نے کہا ہے کہ کیوں ضرورت پڑی ہے۔ وہ میں نے پہلے ہی جواب دے دیا ہے کہ یہ 100 سال سے پرانی construction ہے۔ فلیٹیز (Fletti's)، سیسل (Cecil's)، ڈینز (Dean's) یہ تو 100 سال سے زیادہ پرانی ہیں۔ ان کو maintain کرنا uneconomical ہو رہا تھا۔ ویسے بھی ان میں گنجائش تھوڑی ہے۔ یعنی کہ construction تھوڑی ہے۔ ایک میں 44 کمرے ہیں، ایک میں 36 کمرے ہیں اور ایک میں 45 کمرے ہیں۔ اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ کم از کم ایک جگہ ایک ہوٹل میں 200 کمرے ہونے چاہیئں تو اس لحاظ سے چونکہ PTDC اتنا invest نہیں کر سکتا، انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ چالیس سال کی lease پر دیے جائیں اور جو کمپنی lease لے گی وہ اس کو reconstruct, redesign کرکے چلائے گی۔ 40 سال تک ۔ So, this is privatisation ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب ملک فریداللہ صاحب ضمنی سوال۔

ملک فریداللہ خان۔ جناب میں وزیر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ PTDC کے پاس تو یہ خود ہوٹل lease ہیں تو کیا وہ مزید lease out کر سکتے ہیں؛ P.T.D.C. is not the owner of these hotels. یہ تو ان کے پاس lease ہیں۔ evacuee property ہے۔ وہ کیسے

lease کر سکتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب اسد الرحمٰن صاحب۔

چوہدری اسد الرحمٰن۔ میں وضاحت کروں کہ یہ ہمارے پاس lease نہیں ہیں۔ یہ پہلے ہوٹل تھے' یہ پہلے 1965 میں Enemy property declare کی گئی۔ Enemy Property Board یہ رہے۔ انہوں نے PTDC کو lease پر دیئے تھے۔ 5 لاکھ روپیہ سالانہ lease پر پھر 1974ء میں وہ اس کے 87 فیصد حصے جو تھے وہ Enemy Property کے تھے۔ وہ ان کو ملکیت دی گئی۔ اب PTDC ان ہوٹل کی مالک ہے۔ 87 فیصد حصے PTDC کے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب ڈاکٹر ریحان صاحب' آخری ضمنی سوال۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ میں پوچھنا چاہوں گا کہ ضلع سوات میں مالم جبہ کے پاس جو Resort ہے جو کہ سنا تھا' اخبارات میں پڑھا تھا کہ ایک فرعون نامی شخص کے ساتھ negotiation ہو رہی تھی بڑی آسان شرائط پر۔ مہربانی کرکے فرمائیں کہ فرعون کے ساتھ ان کی deal کا کیا ہوا؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب چوہدری اسد الرحمٰن صاحب۔

چوہدری اسد الرحمٰن۔ اگلا سوال آرہا ہے۔ انہوں نے سمجھا کہ relate نہیں کرے گا۔ میرے پاس اس کے متعلق معلومات موجود نہیں۔ وہ فرعون کو نہیں دیا گیا۔ وہ lease صوبہ سرحد کی حکومت کو دے دی گئی ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ اعجاز جتوئی صاحب۔ آخری ضمنی سوال۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ میں آپ کی وساطت سے یہ PTDC کے تینوں ہوٹل جو انہوں نے شامل کیئے ہیں۔ ان کی locations بہت اچھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کہیں نہ کہیں دال میں کالا ہے۔ انہوں نے کچھ اس طرح کی criterian رکھی ہوئی ہیں۔ یا اس طرح کی شرائط تاکہ کوئی اور نہ لے سکے کوئی اور نہ بنا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہیں نہ کہیں گڑ بڑ ہے تو منسٹری میں آپ کی وساطت سے عرض ہے کہ ان کی شرائط کو اس طرح بنائیں کہ عام آدمی لے سکے۔ منشا اور انشا نہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ۔ جناب بوستان علی خان ہوتی صاحب آخری ضمنی سوال۔

جناب بوستان علی ہوتی۔ جناب وزیر صاحب سے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ فلیٹیز

ہوٹل کے سلسلے میں سینٹ کی Standing Committee نے یہ طے کیا تھا کہ بانئ قوم قائداعظم جس کمرے میں رہے اس کو پرائیویٹ نہیں کیا جائے گا۔ باقی پوری زمین کو پرائیویٹ کیا جائے گا۔ کیا اس بات کو مد نظر رکھا گیا ہے یا نہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب اسد الرحمٰن صاحب۔

چوہدری اسد الرحمٰن۔ یہ resolution میرے علم میں نہیں ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ Fresh Notice چاہیئے۔

چوہدری اسد الرحمٰن۔ جی ہاں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ اگلا سوال نمبر 203 سید محمد فضل آغا صاحب۔

203. ***Engr. Syed Muhammad Fazal Agha** (on his behalf): Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to stae the number of persons employed in grade 16 and below in the Ministry, its subordinate offices, attached departments and Corporations, since January, 1992, with province-wise break-up?

Ch. Nisar Ali Khan:

	Designation & Grade	Number of Posts	Domicile
I.	Main Ministry/Secretariat		
	Driver BPS-4	1	Punjab
II.	Attached Departments		
	(i) Department of Petroleum and Energy Resources (DPER)		
	Stenotypist BPS-12	12	Sindh(Rural)
	(ii)Geological Survey of Pakistan(GSP)		
	Nil.		
III.	Autonomous Bodies/Corporations		

(i) Pakistan State Oil Company Limited (PSO)

Nil.

(ii)Pak-Arab Refinery Company Limited (PARCO)

Nil.

(iii) Pakistan Mineral Development Corporation (PMDC)

Junior Clerk

Time Scale (1000-58-2180)	1	Merit
Drivers		Merit-1
Time Scale (1000-58-2180)	2	NWFP-1

(iv) Resource Development Corporation (RDC)

BPS-12	5	Punjab-5
BPS-13	52	Balochistan-52
BPS-14	46	--Punjab-2 --Balochistan-42 --AJ&K-2
BPS-15	20	--Punjab-3 (one on deputation) --Sindh-2 --NWFP-1(Deputation) --Balochistan-14
BPS-16	6	--Punjab-1 --Balochistan-5

(v) Oil and Gas Development Corporation(OGDC)

Nil.

(vi) Sui Northern Gas Pipelines Limited (SNGPL)

Nil.

(vii) Sui Southern Gas Company Limited (SSGC)

Boiler Operators Grade-1	2	Punjab-2
Scale 800-62-3776		
(viii) Hydrocarbon Development Institute of Pakistan (HDIP)		
Nil.		
(ix) Lakhra Coal Development Corporation (LCDC)		
Drivers	3	Sindh(R)-2
(Time Scale - 1000-58-2180)		Sindh(U)-1

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ ضمنی سوال۔ عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ مجھ سے تو اچھی نشاندہی ہوتی ہے کہ سروسز ہمارے صوبے کو ملی ہیں۔ لیکن میں یہ پوچھوں گا کہ کیا اس کے لیے 1990ء اور 1992ء کے رولز میں جو advertisement ہے' جو انٹرویو اور امتحانات ہیں کیا وہ ہوئے تھے؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب چوہدری نثار علی خان۔

چوہدری نثار علی خان۔ جی میں یہی ایک پوائنٹ جس کی مندوخیل صاحب نے وضاحت کر دی۔ میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا۔ میں نے اس معزز ایوان کے سامنے یہ commitment کیا تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ بلوچستان کو نہ صرف اس کا حق ملے گا۔ آج خوش قسمتی سے میڈم ڈپٹی چیئرمین صاحبہ صدارت کررہی ہیں۔ شاید مجھے یاد ہے کہ آپ کی صدارت میں' میں نے یہ commitment کیا تھا اور یہ ریکارڈ آپ کے سامنے ہے کہ Resource Development Corporation میں بلوچستان میں اس کے اپنے کوٹہ سے بڑھ کر ہم نے حصہ دیا ہے تاکہ جو ماضی میں نا انصافیاں ہوتی رہی ہیں' ایسے backward علاقوں سے اس کی کسی حد تک تلافی ہوسکے۔ جہاں تک یہ تعلق ہے کہ کس طرح سے یہ recruitment ہوئی ہے' یہ بالکل recruitment policy کا جو criteria ہے' advertisement اخبار میں اشتہار اور باقی جو criteria ہے اس کے مطابق ہوئی ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جی' جناب حافظ حسین احمد صاحب سپلیمنٹری۔

حافظ حسین احمد ۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ بلوچستان کو جو ملازمتوں میں زیادہ حصہ ملا ہے اس کی یہ وجہ تو نہیں ہے کہ وہاں قبائلی علاقوں میں دوسرے صوبوں کے لوگ ان پہاڑی علاقوں میں جانے سے انکار کرتے ہیں اور کتراتے ہیں؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب چوہدری نثار علی خان صاحب۔

چوہدری نثار علی خان۔ جی نہیں ہم نے پہلے ترجیح ان لوگوں کو دی اور ہمیں وہاں locally اتنے لوگ مل گئے تو ہم نے اور کسی علاقے کو consider ہی نہیں کیا تو میرا خیال ہے کہ یہ hypothetical question ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں حافظ صاحب آپ ان کو appreciate کریں۔ یعنی کہ انہوں نے خود ہی priority دی اس صوبے کے لوگوں کو۔

حافظ حسین احمد۔ نہیں جناب میں یہ کہہ رہا ہوں۔میں بالکل حقائق کی بنیاد پر یہ بات کررہا ہوں کہ ان علاقوں میں نہیں جاتے ہیں جی۔ مجھے خود معلوم ہے، بلکہ Standing Committee -----

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ پھر بھی شکر کریں مل تو گیا ہمیں تو مل گیا۔

حافظ حسین احمد۔ وہ دیکھیں ناں یہ احسان نہیں ہے ہم پر۔ ان علاقوں میں کوئی اور جاتا ہی نہیں ہے ان پائپ وغیرہ کی حفاظت کے لئے، تصیبات کی حفاظت کے لئے۔ ان کی مجبوری ہے کہ وہ ڈیرہ بگٹی کے لوگوں میں سے ملازمت دے دیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب چوہدری نثار علی خان صاحب۔

چوہدری نثار علی خان۔ جی محترمہ میں کسی ڈسکشن میں اور بحث میں اس مسئلے میں پڑنا نہیں چاہتا کیونکہ جیسے میں نے گزارش کی کہ ہم نے کمٹمنٹ کی تھی اور یہ good faith میں ہوا ہے۔ میں معزز سینیٹر سے بالکل اتفاق کرتا ہوں کرتا ہوں کہ یہ احسان نہیں ہے کسی کا بھی اور یہ ہماری ذمہ داری ہے بلکہ یہ کسی بھی حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ backward علاقے ہیں، کم ترقی یافتہ علاقے ہیں ان کو خصوصی اور ترجیحی بنیادوں پر ان کے ساتھ ہماری انٹریکشن ہو مگر میں یہ بالکل ایک پوائنٹ پر واضح طور پر حافظ حسین احمد صاحب کی اس بات کی تردید کروں گا کہ باقی علاقوں کے لوگ کوئٹہ میں یا ایسے جو ٹرائبل ایریا میں جہاں اس قسم کے مواقع ہوں وہاں جانا پسند نہیں کرتے اور اس کے لئے میں کہتا ہوں کہ ہم بلوچستان کے لئے اشتہار دیتے ہیں all Pakistan basis پر اور آپ خود اندازہ لگا لیں کہ آزاد کشمیر سے، پنجاب سے، فرنٹیئر تک سے applications آئی ہیں کیونکہ اس وقت employment ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور employment کے لئے لوگ بلوچستان تو کیا سات سمندر پار جانے کے لئے بھی تیار ہوتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ۔ جی اگلا سوال نمبر 204 سید فصیح اقبال صاحب۔

204 . *Syed Faseih Iqbal (on his behalf): Will the Minister forPetroleum and Natural Resources be pleased to State:

(a) the total number of employees working in the OGDC with their grade-wise and province-wise break-up;

(b) the total number of gas wells on which the work is in progress indicating also their locations;

(c) the number and location of gas wells explored and drilled during the last one year indicating also the number of wells in which the Government has been successful?

Ch. Nisar Ali Khan:

(a) Officers		=	1228
Staff		=	6209

(Details are given in annexures A&B).

(b) Name of Well		Location
Three:	Uch-8	Dera Bugti
	Qadirpur-5	(Balochistan)
		Ghotki (Sindh)
	Sadkal-2	Fatehjang (Punjab)

(c) Exploratory wells	=	5
Location	=	Sindh

(Details given in annexure 'C'),

Development wells = 10

Location	=	Sindh
		Balochistan
		Punjab

(Details are given in annexure 'C'),

Annexure-A

OGDC DOMICILE AND GROUP OF OFFICERS

Group	Punjab	Sind			NWFP	Balochistan	Fata	AK	Total Officer in the Group
		Urban	Rural	Total					
VIII	1	0	1	1	0	0	0	0	2
VII	5	5	2	7	1	2	0	0	15
VI	40	13	5	18	5	3	1	0	67
V	108	40	13	53	27	1	2	1	192
IV	134	41	18	59	32	11	4	3	243
III	141	39	46	85	27	11	6	4	274
II	101	33	24	57	24	5	11	6	204
I	124	57	18	75	25	2	3	2	231
Total	654	228	127	355	141	35	27	16	1228

Province	Specified%	Held%	Deficient%	Excess
Merit	10.00	*	--	--
Punjab	50.00	53.26	--	3.26
[Sind (U)	7.60	18.57	--	10.97]
[Sind(R)	11.40	10.34	1.06	-----]
Sind(Total)	19.00	28.91	--	9.91
NWFP	11.50	11.48	--	0.02
Balochistan	3.50	2.85	0.65	--
FATA	4.00	2.20	1.80	--
Azad Kashmir	2.00	1.30	0.70	--

*Not being maintained separately after recruitment

Annexure-B

OGDC DOMICILE AND SCALE OF STAFF

Scale	DOMICILE								Total Officer in the Group
	Punjab	Sind			NWFP	Balochistan	Fata	AK	
		Urban	Rural	Total					
16	14	9	1	10	2	0	0	0	26
15	144	45	6	51	19	2	2	4	192
14	162	91	18	109	26	2	1	8	308
13	17	3	2	5	3	1	0	1	27
12	241	36	25	61	44	4	3	6	359
11	13	4	2	6	1	0	0	0	20
10	25	1	0	1	3	0	0	0	29
9	212	20	10	30	21	2	0	9	274
8	125	35	16	51	20	1	2	7	206
7	13	11	2	13	3	1	0	1	31
6	989	130	104	234	175	50	6	53	1507
5.	8	8	1	9	5	0	1	1	24
4	336	77	70	147	69	22	0	9	583
2	454	74	106	180	76	146	1	35	892
1	875	183	214	397	140	259	7	53	1731
Total:	3598	727	577	1304	607	490	23	187	6209

Annexure-B

page 2 of 2

Province	Specified%	Held%	Deficient%	Excess% Merit
	10.00	*	--	--
Punjab	50.00	57.95	--	7.95
[Sind(U)	7.60	11.71	--	4.11]
[Sind(R)	11.40	9.29	2.11	---]
Sind (Total)	19.00	21.00	--	2.00
NWFP	11.50	9.78	1.72	--
Balochistan	3.50	7.89	--	4.39
FATA	4.00	0.37	3.63	--
Azad Kashmir	2.00	3.01	--	1.01

* Not being maintained separately after recruitment.

Annexure-C

EXPLORATORY AND DEVELOPMENT WELLS SPUDDED/DRILLED DURING THE LAST 12 MONTHS

S.No.	Well Name	Concession	Province	Status
Exploratory Wells				
1.	Sagyun	Ranipur(E.L.)	Sindh	Under Drilling
2.	Miran	Guphchani(E.L.)	Sindh	Under Testing
3.	Sodaki	Thatta(E.L.)	Sindh	Gas Producer
4.	Kashmore	Guddu(E.L.)	Sindh	Under Drilling
5.	Buzdar North	Wassi(E.L.)	Sindh	Under Testing
Development Wells				
1.	Bobi-4	Bobi(M.L.)	Sindh	Gas/Condensate producer
2.	Qadirpur-5	Qadirpur(M.L.)	Sindh	Under Testing
3.	Uch-7	Uch(M.L.)	Balochistan	Gas Producer
4.	Uch-8	Uch(M.L.)	Balochistan	Gas Producer
5.	Nandpur-7	Nandpur(M.L.)	Punjab	Gas Producer
6.	Nandpur-8	Nandpur(M.L.)	Punjab	Dry
7.	Pirkoh-51	Pirkoh(M.L.)	Balochistan	Gas Producer
8.	Pirkoh-52	Pirkoh(M.L.)	Balochistan	Gas Producer
9.	Pirkoh-53	Pirkoh(M.L.)	Balochistan	Gas Producer
10.	Sadkal-2	Basal(E.L.)	Punjab	Under Drilling

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب عبدالرحیم مندوخیل صاحب سپلیمنٹری۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ اس میں اگر ہم ذرا دیکھیں "Annexure "A اور "Annexure "B تو "Annexure "B میں یہاں سروسز ہمارے صوبے کے لئے جو آئی ہیں وہ ہیں490 کل تعداد 6209 اور ہمارے صوبے کی 490 لیکن جب آپ اس پر ذرا detail سے نظر ڈالینگے تو یہ گریڈ جو ہے گریڈ 1 تا 6 میں اس میں یعنی گریڈ 6 میں 50، گریڈ 5 میں صفر، گریڈ 4 میں 22 ، گریڈ 2 میں 146، گریڈ 1 میں 259، یعنی اتنی بڑی تعداد یہ نیچے کے اس میں ہے۔ اوپر 16 سے 7 تک ہمارے صوبے میں 2،1،0، یعنی وہاں نگرز ایسے رکھے گئے ہیں کہ تاثر ایسا مل جاتا ہے جیسے کہ بہت اچھا وہ مل گیا ہے بلکہ یہاں اوپر پیچھے جو "Annexure "B کا صفحہ 2 اس میں جب وہ دکھا رہے ہیں کہ یعنی کتنا پرسنٹ کوٹہ ان کو ملا ہے تو یہاں دکھایا گیا ہے ہمارے صوبے کے لئے کہ 7.89 یعنی جو ہمارا اصل کوٹہ ہے 3.50 اس کے مقابلے میں 7.89 ملا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو نگرز یہاں ہیں اس میں 6 سے 1 تک 3 میں دیا گیا ہے اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس کی ذرا وضاحت آپ اگر کریں کہ یہ کس طرح اور کیسے کیسے رکھیں گے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ چوہدری نثار علی خان صاحب' یہ گریڈ 1 سے 6 تک جا رہے ہیں ناں کہ سب سے زیادہ آپ نے وہ کیا اور اوپر ہائی کلاس میں گریڈ 15 ، 16 میں۔

چوہدری نثار علی خان۔ جی میں پہلے تو وضاحت یہ کر دوں کہ جہاں تک موجودہ حکومت کا تعلق ہے پچھلے 2.25 سال میں OGDC میں کوئی recruitment نہیں ہوئی اس لئے اس وقت جو disparities ہیں کوٹہ سسٹم میں یا کوٹے میں وہ موجودہ حکومت کا کیا دھرا نہیں ہے مگر میں نے اس سلسلے میں بھی commitment کی ہوئی ہے اس ہاؤس کے سامنے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جب بھی OGDC کے employment opportunities اندر سامنے آئیں گی تو ہم کوٹے کو نہ صرف مد نظر رکھیں گے بلکہ جو اس سے پہلے disparities تھیں ان کو gradually پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔ جہاں تک اس ایک بنیادی نکتہ کی توضیح کا تعلق ہے میں اس کی وضاحت میرا خیال ہے کہ اس طرح کروں گا کہ جو نیچے گریڈز ہیں اس کے لئے تو لوکل employees مل جاتے ہیں مگر جو higher grades ہیں وہاں بڑی مشکل سے ہمیں لوکل لیول کی applications ملتی ہیں اور اس میں سابقہ دور کا تو مجھے علم نہیں' میں خاص طور پر R.D.C (Resources Development Corporation) جس کے لئے ہم نے applications مانگی تھیں بہت سی ایسی positions ہیں جہاں باوجود ہماری کوشش کے' بار بار اشتہارات کے ہم لوکل لیول پر

applicants نہیں لا سکے اور ہمیں بار بار اس کے لئے اشتہارات دینے پڑ رہے ہیں اور یہی وجہ OGDC میں بھی ہو سکتی ہے کہ اس معیار کے لوگ locally available نہیں ہوں اس لئے کوٹہ پورا نہیں ہوا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب عبدالرحیم مندوخیل صاحب سپلیمنٹری جی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ بار بار یہاں سینٹ میں' اس ہاؤس میں ہم نے یہ کہا ہے کہ ہمارے وہاں qualified لوگ available نہیں ہوتے۔ اب بھی میرے خیال سے جناب وزیر صاحب اور دوسرے وزیر صاحبان کو معلوم ہے کہ ہمارے qualified لوگ خواہ انجینئر ہیں' خواہ ڈاکٹر ہیں' جس profession میں بھی ہیں وہ available ہیں لیکن ان کو سروس نہیں ملتی اس لئے ہم یہ کہیں گے کہ آپ یہ مہربانی کریں کم از کم یہ نہ کہیں کہ ہمارے لوگ ہیں نہیں بلکہ اس میں یہی آپ سے ہم لوگ کہیں گے کہ جو آپ نے کہا کہ مستقبل میں اس کا خیال رکھیں تو ہم پھر آپ کو کہیں گے کہ آپ خیال رکھیں اور صحیح خیال رکھیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب چوہدری نثار علی خان صاحب۔

چوہدری نثار علی خان۔ میں اس کی وضاحت کردوں۔ جیسے میں نے گزارش کی کہ جہاں تک OGDC کے ان فگرز کا تعلق ہے یہ تو سابقہ ادوار کے ہیں۔ Resources Development Corporation جس محکمے میں ہم نے بھرتی کی ہے وہاں ہمیں یہ مشکلات آئی ہیں اور ہم نے بار بار اشتہارات دیئے۔ مجھے یاد ہے یہ تقریباً آج سے آٹھ نو مہینے کی بات ہے' میں نے یہاں سینٹ میں یہ بات کی تھی کہ ہمیں انجینئرز کی ضرورت ہے مگر ہمیں لوکل اس حد تک انجینئرز نہیں مل رہے تو میں اب یہ کرسکتا ہوں معزز ممبران کی تسلی کے لئے کہ جب بھی ہم یہ advertise کریں گے اور خاص طور پر بلکہ اسے across the board اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم کردیتے کہ جب بھی کم از کم میری منسٹری کے اندر اشتہارات آئیں گے کسی بھی ہمارے محکمے کے بارے میں تو اس کی کاپی ہم تمام سینیٹرز حضرات کو بھجوا دیں گے تاکہ ان کے پاس اگر مطلوبہ کوالیفکیشن کے لوگ ہوں تو ان کی applications put up کرسکیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جی۔ جناب اعجاز جتوئی صاحب لاسٹ سپلیمنٹری۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ میڈم چیئرمین' آپ کے توسط سے یہ تو میرا خیال ہے کہ حافظ صاحب کی بات prove ہوتی ہے کہ RCD کو جب Eastern Balochistan میں لوگ

نہیں جاتے ہیں تو وہاں پر تو انہوں نے over employment کردی یہاں پر آپ دیکھیں گے کہ سندھ اور بلوچستان دونوں میں افسروں کی situation کی طرف دیکھ لیں کہ 3598 جو ہیں وہ پنجاب سے اور 577+727 سندھ سے' اب بات یہ ہے کہ یہ کون سا ratio ہوا یعنی 16 گریڈ کا بھی دیکھ لیں تو وہاں کوئی نہیں ہے accommodation ۔ یہ کہتے ہیں local recruitment میں کہتا ہوں کہ جناب آپ کو پتہ ہوگا یہ ابھی ہمارے ڈسٹرکٹ میں جو سوئی گیس کی نئی لائنز آئی ہیں وہاں مہتر میں اور کیل شاہ میں نئی لائنز بچھائی گئی ہیں وہاں پر peons اور چوکیدار کے لئے جب request کی گئی اور درخواستیں properly بھجوائی گئی ایم ڈی سوئی گیس کو تو وہاں پر انہوں نے کہا کہ جب تک فیڈرل گورنمنٹ سے آرڈر نہیں آتا ہم اس وقت تک recruitment نہیں کرسکتے۔ یہ تو clear violation ہے۔ یہ تو وزیر موصوف نوٹ فرمائیں ایسٹرن بلوچستان میں تو آپ نے over employment کردیں کیونکہ وہاں پر اور لوگ نہیں ملتے ہیں آپ کو۔ ہم یہی کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر تو ہمارے لوگ آجاتے ہیں ایسٹرن بلوچستان میں سروس کرنے کے لئے لیکن جہاں پر گریڈ وائز 16 میں' 17 میں' 18 میں' 20 میں' 21 میں' وہاں پر تو ہمارے لوگ ملتے ہی نہیں ہیں تو یہ کونسی اخبار میں دیتے ہیں ڈیلی ٹیلیگراف میں دیتے ہیں لندن والی میں یا کسی اور اخبار' واشنگٹن پوسٹ' میں دیتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جناب' چوہدری نثار علی خان صاحب۔

This is last supplementary.

چوہدری نثار علی خان۔ محترمہ مجھے بالکل سمجھ نہیں آرہی کہ یہ ابہام کس لئے پیدا ہو رہا ہے۔ میں نے واضح طور پر کہا کہ جہاں نیچے گریڈز کے ملازمین ہیں وہاں لوکل لیول پر جو ہماری ضروریات ہیں وہ پوری ہوجاتی ہیں۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ لوکل لیول کے ایمپلائز کی availability کم ہوتی ہے' نہیں اور اسی وجہ سے لوکل لیول کے جو ایمپلائز ہیں وہ بلوچستان کے اندر ہمیں وافر مقدار میں مل گئے۔ ہمیں problem ذرا higher grades میں ہوتا ہے اور میں یہ بھی واضح کردوں معزز سینیٹر نے یہاں بات کی ہے higher grades کی۔ جو higher grades ہیں وہاں کوٹہ سسٹم نہیں ہوتا' وہ seniority اور merit پر promotions ہوتی ہیں۔ ہاں جب کوئی نئی recruitment higher grades میں ہو جو کہ بہت کم ہوتی ہے۔ higher grade میں Direct Recruitment بہت کم ہوتی ہے۔ higher grade میں ان کارپوریشنز میں normally لوگ promotions سے اوپر آتے ہیں اور وہاں کوٹہ سسٹم نہیں ہوتا۔ جب promote کوئی شخص ہوتا

ہے تو یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ سندھ سے ہے، پنجاب سے ہے، بلوچستان سے ہے یا کسی اور صوبے سے ہے۔ وہ خالصتاً merit پر laid down criteria کے تحت promote ہوتا ہے۔ lower cadre میں کوٹہ سسٹم کا recruitment کا ہوتا ہے اور higher cadre میں جہاں بھی recruitment آتی ہے وہ اس کے مطابق آتی ہے۔ جہاں تک ان کا یہ کہنا کہ Sui Souther Gas Company کے پاس کوئی شخص گیا اور انہوں نے کہا کہ جب تک فیڈرل گورنمنٹ ہمیں permission نہیں دے گی۔ میں categorically کہتا ہوں کہ ایک recruitment بھی ہم نے فیڈرل لیول پر نہیں کہ میں categorically کہتا ہوں۔ جس بات کا یہ تذکرہ کررہے ہیں وہ شاید یہ ہوگی کہ چونکہ فیڈرل گورنمنٹ نے ban لگائی ہوئی ہے اس لئے جس وقت فیڈرل گورنمنٹ وہ ban اٹھاتی نہیں ہے۔ اس وقت تک ہم لوگ recruit نہیں کرسکتے۔ میں ایک دفعہ پھر کہتا ہوں ہم نے تمام corporations کو کہا ہوا ہے اور یہ آرڈر in writing ہے کہ لوکل جہاں بھی کوئی مواقع آئیں recruitment کے آپ Local Population کو اہمیت دیں اور یہ ریکارڈ ہمارا آپ کے سامنے ہے۔ نمبر ۲ مکمل طور پر جو criteria ہے اس کو follow کیا جائے۔ معزز رکن کہتے ہیں کہ جی کون سے اخبار میں آیا۔ اب میں اگر یہ چاہیں تو یہ ان کے سامنے نہیں بلکہ پورے ایوان کے سامنے National Newspapers بھی اور Regional Newspapers بھی اور دوسرا ریکارڈ بھی۔ لیکن یہ بڑا آسان ہے یہ کہہ دینا کہ جی Daily Telegraph میں ہے یا Daily Mirror میں آیا۔ میں ریکارڈ لاتا ہوں آپ کے سامنے پھر آپ خود فیصلہ کیجئے کہ یہ Daily Mirror میں آیا یا National Newspapers میں بھی آیا اور ان کے Sindhi Newspapers میں بھی آیا۔

Madam Deputy Chairman: Thank you. Question Hour is over.

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ یہ ساڑھے تین ہزار لوگ جو پنجاب سے لئے گئے ہیں، یہ کون سے criteria کے تحت آئے۔ یہ کہتے ہیں کہ جی ہم ------ جناب میں خود گیا ہوں M.D., Sui Southern کے پاس انہوں نے مجھے categorically کہا کہ فیڈرل گورنمنٹ جب تک چپراسی اور چوکیدار کی پوسٹ۔ یہ کیا بات کرتے ہیں۔ میں ان کو proof دینا چاہتا ہوں investigate کرائیں۔ میں آتا ہوں سامنے۔ وہاں M.D., Sui Southern کے پاس خود گیا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ چوہدری نثار علی خان صاحب ان کی جو شکایت ہے وہ آپ ذرا سن لینا جو وہ بتا رہے ہیں۔ جن کے پاس وہ گئے ہیں۔ شکریہ۔ Question Hour is over.

چوہدری نثار علی خان۔ یہ آپ سمجھنے کی کوشش تو کریں اگر یہ اپنی دھن میں ہی لگے رہیں گے تو پھر تو یہ نہیں سمجھیں گے۔ ہم نے آج تک Sui Southern میں یا OGDC میں جس کے بارے میں یہ سوال ہے recruitment نہیں کی۔ سوا دو سال کے دوران اس گورنمنٹ کے دور میں جہاں تک Sui Southern کا تعلق ہے اگر یہ ذرا سننے کی زحمت گوارہ کریں کہ M.D., Sui Southern یہ یقیناً گئے ہوں گے۔ میں مانتا ہوں۔ M.D., Sui Southern نے یقیناً ان کو کہا ہوگا کہ جب تک فیڈرل گورنمنٹ کی permission نہیں ہوگی ہم recruitment نہیں کرسکتے۔ اس میں مسئلہ ban کا تھا کہ پابندی لگی ہوئی تھی اور اس وقت recruitment کسی محکمے میں بھی نہیں ہوسکتی جس وقت یا تو ban اٹھے نہیں یا فیڈرل گورنمنٹ اس کی منظوری نہ دے۔ ban اب اٹھ چکی ہے۔ اشتہارات کے ذریعے یہ ساری recruitment ہوگی اور وہ شخص بھی جن کا معزز سینیٹر نے ذکر کیا ہے وہ بھی اس میرٹ کے اندر جائے گا۔ اگر وہ merit پر پورا اترا تو انشاء اللہ وہ رکھا جائے گا۔ اگر اس کے کم merit کے لوگ رکھے گئے تو یہ میرا گریبان یہاں ہی پکڑ سکتے ہیں۔

Madam Deputy Chairman: Question Hour is over.

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ جناب فیڈرل گورنمنٹ کی ban یکم جنوری سے ختم ہو چکی ہے۔

Madam Deputy Chairman: Question Hour is over and the rest of the questions are taken as read and placed on the table of the House.

* 96. ***Mir Abdul Jabbar:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the total gas production during 1991-92 in the country:

(b) the share of Balochistan from Sui, Pirkoh and Loti gas fields during the said period;

(c) the proportionate share of "the gas" to be provided for domestic use during the year 1992-93, and 1993-94 to 1997-98 to the cities of Balochistan alongwith the names of such cities.

---

* The Question Hour being over the remaining questions and answers were placed on the table of the House.

(d) the general public welfare schemes to be undertaken by PPL & OGDC during the year 1992-93 and 1993-94 indicating also province-wise break- up; and

(e) the steps the PPL & OGDC take to provide employment to the local under the quota fixed for them?

Ch. Nisar Ali Khan: (a) 550715 Million Cubic Feet.

(b) 340824 Million Cubic feet or about 62%.

(c) This is detailed in Annex-"A".

(d) These are detailed in Annex-B, C and D.

(e) Whenever the vacancies arise, PPL advertises in the local and national newspapers. For management, procurement and technical entry level positions written tests and interviews are held. For selection preference is given to locals.

However, Government Rules regarding employment quota are not applicable to PPL which is in private sector. OGDC adheres to the prescribed quota in matters related to recruitment. However for work charge labour against various projects maximum opportunities are provided to locals.

(Annexures have been placed in the Senate Library).

97. ***Mir Abdul Jabbar:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the expenditure incurred by the OGDC on drilling in the cliff area of Pirkoh gas fields;

(b) whether the above drilling was done after proper study and feasibility report, if so, the results achieved in drilling;

(c) whether it is technically not possible to connect the cliff Area Wells with main production stream; and

(d) whether it is a fact that the ECNEC showed its reservations on the said drilling?

Ch. Nisar Ali Khan: (a) All wells are located on flat elevated surface and in the valley. No well is in cliff area.

Average cost per well in flat area	Rs.51.75 million
Average cost per well in valley	Rs.32.76 million
Total number of wells in flat area	42 wells
Total number of wells in valley area	11 wells

(b) Yes. So far 56 wells have been drilled out of which 1 well has been a dry-hole and 3 wells abandoned due to mechanical problem. Details are attached at Annexure-A.

(c) It is technically possible and most of the wells are already connected.

(d) The project of drilling 35 wells was approved by ECNEC on 24th May, 1989 with the advice to submit progress report after drilling 10 wells. After submission of the progress report CDWP has approved further drilling.

Annexure-A

OIL AND GAS DEVELOPMENT CORPORATION

DRILLING ACHIEVEMENT RESULTS

Well No.	Total depth (Metres)	Production testing completed	Status
Flat Elevated Surface Wells			
Pirkoh-1	2800	December,1977	Well producing and connected
Pirkoh-2	2480	--	Dry hole
Pirkoh-2A	2404	March, 1984	Well producing and connected
Pirkoh-3	2404	December, 1982	Well producing and connected.
Pirkoh-4	2488	December, 1983	Low pressure well

Well No.	Total depth (Metres)	Production testing completed	Status
Pirkoh-5	2397	February, 1984	Well producing and connected
Pirkoh-6	2453	November, 1984	Well shut-in (Low pressure)
Pirkoh-7	2410	October, 1984	Well producing and connected
Pirkoh-8	2450	January, 1985	Well producing and connected.
Pirkoh-9	2500	May, 1985	Well producing and connected.
Pirkoh-10	2400	September, 1985	Well producing and connected.
Pirkoh-11	--	March, 1986	Well abandoned.
Pirkoh-12	2401	July, 1986	Well producing and connected.
Pirkoh-13	2351	May, 1987	Well producing and connected.
Pirkoh-14	2350	September, 1987	Well shut-in (Low pressure)
Pirkoh-15	2352	September, 1987	Being connected by OGDC
Pirkoh-16	2461	April, 1987	Well shut-in (Low pressure).
Pirkoh-17	2387	July, 1987	Well producing and connected
Pirkoh-18	2303	September, 1987	Low pressure.
Pirkoh-19	2354	December, 1987	Well shut-in (Low pressure)
Pirkoh-20	2395	April, 1988	Well producing and connected
Pirkoh-21	2375	December, 1987	Well producing and connected
Pirkoh-22	2323	June, 1988	Well producing and connected
Pirkoh-23	2353	May, 1988	Well producing and connected
Pirkoh-24	2380	June, 1988	Well producing and connected
Pirkoh-25	2320	August, 1988	Well shut-in (Low pressure)
Pirkoh-26	2365	August, 1988	Well producing and connected
Pirkoh-27	2349	November, 1988	Well producing and connected.
Pirkoh-28	2400	January, 1989	Well shut-in (Low pressure)
Pirkoh-29	556	---	Abandoned on 2-1-1989.
Pirkoh-29(A)	2301	November, 1989	Well producing and connected.
Pirkoh-30	2367	June, 1989	Well producing and connected.
Pirkoh-32	430	---	Abandoned on 23-11-1989
Pirkoh-32(A)	2350	November, 1990	Well producing and connected.
Pirkoh-34	2303	June, 1990	Well producing and connected
Pirkoh-37	2350	August, 1990	Well producing and connected
Pirkoh-40	2402	---	Well shut-in (Low pressure)

Well No	Total depth (Metres)	Production testing completed	Status
Pirkoh-42	2266	April, 1991	Well producing and connected
Pirkoh-43	2400	---	Well producing and connected
Pirkoh-45	2400	August 1991	Well producing and connected
Pirkoh-49	2381	February, 1992	Well shut-in (Low pressure)
Pirkoh-50	2330	February, 1992	Well shut-in (Low pressure)
Pirkoh-51	2321	May, 1992	Well shut-in (Low pressure)
Pirkoh-52	2299	May, 1992	Well shut-in (Low pressure)
Valley Wells			
Pirkoh-31	2145	March, 1989	Well producing and connected
Pirkoh-33	2203	February, 1990	Being connected by contractor
Pirkoh-35	2167	--	Being connected by contractor
Pirkoh-36	2133	--	Being connected by contractor
Pirkoh-38	2161	October, 1990	Being connected by contractor
Pirkoh-39	2070	December, 1990	Being connected by contractor
Pirkoh-41	2100	---	Being connected by contractor
Pirkoh-44	2191	August, 1991	Well shut-in (Low pressure)
Pirkoh-46	2301	October, 1991	Well shut-in (Low pressure)
Pirkoh-47	2150	November, 1991	Well shut-in (Low pressure)
Pirkoh-48	2250	December, 1991	Being connected by contractor
Pirkoh-53	2170	August, 1992	Well shut-in (Low pressure)

98. ***Mir Abdul Jabbar**: Will the Minister for Water and Power be pleased to refer to Starred Question No.144, asked on 5-1-1993 and state:

(a) the required information in the question; and

(b) whether the construction work in the said village is complete; if not its reasons?

Jam Muhammad Yousaf: (a) The information submitted in reply to Senate Question No.144 is quoted here under:-

"Village electrification is being done by WAPDA on the recommendations of legislators viz. MNAs/Senators/MPAs.

Dhoke Baba Sharif in village Dorabadal Tehsil Gujar Khan has not yet been recommended by any Legislator for electrification so far".

(b) Electrification work can start only after recommendation of the said village by a Legislator.

99. ***Dr. Muhammad Rehan**: Will the Minister for Water and Power be pleased to state the time by which the remaining work on the PC poles erected in Mohalla Baloo Khail Payon of village Badhber Tehsil and District Peshawar, will be carried out?

Jam Muhammad Yousaf: The remaining work of Mohalla Baloo Khail Payon of village Badhber Tehsil and District Peshawar is under progress which is likely to be completed by the middle of April, 1993.

100. ***Dr. Muhammad Rehan**: Will the Minister for Water and Power be pleased to state the arrangements made by the Government for providing Medical treatment to the retired employees of WAPDA and their dependents?

Jam Muhammad Yousaf: Under rule 15 of the Pakistan WAPDA Medical Attendance Rule, 1979, medical treatment is admissible to retired WAPDA employees and their dependents in WAPDA Hospitals.

101. ***Mian Alam Ali Laleka**: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the total amount of electricity generated by WAPDA Hydel and Thermal annually;

(b) the percentage of supply of electricity to Agriculture sector as compared to industrial sector; and

(c) the percentage of supply of electricity to rural and urban

population separately?

Jam Muhammad Yousaf: (a) the amount of electricity generated from hydel/thermal Power stations during 1991-92 is as under:-

1. Hydel Power Station 18,633.00 MKWH
2. Thermal Power Station 18,923.21

(b) The percentage of supply of electricity to:

(i) Agriculture Sector. 20%

(ii) Industrial Sector. 31%

(c) the percentage of supply of electricity amongst rural and urban population separately is given below:

(i) Rural population. 38%

(ii) Urban population. 62%

102 ***Syed Muhammad Fazal Agha**: Will the Minister for Water and Power be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to link WANA and Zhob through 130. K.B., if not, its reasons?

Jam Muhammad Yousaf: No. The reasons being that WANA is already connected through 66 KV Transmission Line with Tank-D.I. Khan while Zhob is connected with 132 KV line from Quetta.

103 . ***Syed Muhammad Fazal Agha**: Will the Minister for Religious Affairs be pleased to refer to Senate Starred Question No. 132 replied on 5th January, 1993, and state the names, designation, grade and place of domicile of the employees working in the Hajj Directorate, Jedda?

Maulana Muhammad Abdul Sattar Khan Niazi:

.No.	Name and Designation & BPS	Domicile
1.	Mr. Abdul Rehman, Director (B-19)	Punjab
2.	Dr. Wahid Bakhsh Shaikh, Medical Officer (B-18)	Sindh-R
3.	Mr. Aftab Ahmed Khatri, Assistant Director (B-17)	Sindh-U
4.	Mr. Fazal-e-Subhan, Accountant (B-16)	NWFP
5.	Mr. Abdul Majeed, Stenographer (B-15)	Punjab
6.	Mr. Abdul Latif Satti, Stenographer (B-15)	Punjab
7.	Syed Liaqat Ali Shah, Stenotypist (B-12)	Punjab
8.	Mr. Talib Hussain, Stenotypist (B-12)	Punjab
9.	Mr. Rustam Khan, Caretaker(B-11)	NWFP
10.	Mr. M. Aslam Ranjha, Assistant (B-11)	Punjab
11.	Mr. Masood Iqbal, Assistant(B-11)	Punjab
12.	Mr. M. Sibtain Shah Jehani, Assistant (B-11)	Punjab
13.	Mr. Miskeen Shah, Dispenser (B-6)	NWFP
14.	Mr. Tahir Pervez, Dispenser(B-6)	Balochistan
15.	Mr. Umer Farooq, L.D.C. (B-5)	N. Area
16.	Mr. Talib Hussain, Driver (B-4)	Punjab
17.	Mr. Abdul Rehman, Driver (B-4)	AJK
18.	Mr. Hurr Hussain, Driver (B-4)	Punjab
19.	Mr. Gulzar Ahmed, Plumber (B-4)	NWFP

104. ***Syed Muhammad Fazal Agha:** Will the Minister for Religious Affairs be pleased to state the province-wise break-up of the Khuddam-ul-Hujjaj proposed to be sent this year?

Maulana Muhammad Abdul Sattar Khan Niazi: Khuddam-ul-Hujjaj are not selected on Provincial basis. They are selected from

the Armed Forces,F.C. Scouts, Militia, Police and Rangers.

105. ***Hafiz Hussain Ahmed**: Will the Minister for Petroleum and Natural Res ources be pleased to state:

(a) the number of installed liquid petroleum gas plants indicating also date of installation and production of each plant;

(b) the total annaul production and present demand of liquid petroleum gas in the country; and

(c) whether there is any proposal under consideration of the government to install more plants, if so, its details?

Ch. Nisar Ali Khan: (a) Four (details given in the annexure).

(b) 120,000 metric tons. The present demand of about 200,000 tons has a potential to grow by 35,000 tons per year.

(c) The following new plants are planned:-

	Plant	Estimated daily Production
1.	OGDC's plant at Dhodak Field, Dera Ghazi Khan, by end 1994.	180 tons
2.	SSGC's plant at Hyderabad based on Badin Gas by 1995.	250 tons
3.	Feasibilities for LPG plants based on associated gases at Missa Kiswal, Ratana and Fimkasar are under preparation.	

	Name of LPG Plant	Date of installation	Production (Avg Metric tons/day)
1.	Meyal (M/s. Pakistan Oil field Limited).	16-2-1983	57
2.	Dhurnal (M/s Occidental of Pakistan Inc.).	7-2-1986	87
3.	Adhi (M/s Pakistan Petroleum Limited).	16-9-1989	60
4.	Dakhni (M/s Oil and Gas Development Corporation).	23-12-1989	11
		Total:	215.00

106. ***Hafiz Hussain Ahmad:** Will the minister for Water and Power be pleased to state whether it is a fact that existing power lines in village Tarlandi, District Swabi are a constant threat to the life and property of the residents; if so, the time by which a safe power line would be laid in this village?

Jam Muhammad Yousaf: Yes. The proposal to renovate the existing distribution system in village Tarlandi is under process. The exact date of completion of the work cannot be given at present.

107. ***Hafiz Hussain Ahmed:** Will the Minister for Housing and Works be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the government to allot plots to the government employees on seniority basis, if so, when and if not, the reasons thereof?

Makhdoom Muhammad Javed Hashmi: The Housing Foundation has presently undertaken the schemes which envisage provision of constructed houses on self-financing and ownership basis to the Federal Government employees according to their age-wise seniority. However, the allottees are also being given an option to construct their houses by themselves, in which case they will be handed over the possession of the plots by CDA and will be required to complete their houses within a period of two years from the date of taking over the possession of the plots.

108. ***Raja Muhammad Afzal Khan:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state whether it is a fact that the Government has decided to import natural or liquid petroleum gas from Iran, if so, its quantity and rates?

Ch. Nisar Ali Khan: Yes. Pakistan State Oil has so far imported

about 525 tons of LPG from Iran overland. Its cost at Quetta is about 320 US$ per metric ton.

109. ***Raja Muhammad Afzal Khan:** Will the Minister for Housing and Works be pleased to state whether it is a fact that the Enquiry Office working under the Central Civil Division No.6, Pak. P.W.D., Islamabad has been shifted in Division No.4, if so, its reasons?

Makhdoom Muhammad Javed Hashmi: Yes. The transfer of the Enquiry Office from Central Civil Division No.6 to Central Civil Division No. 4 was done in July, 1990 for better administrative control and in the public interest.

110. ***Raja Muhammad Afzal Khan:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the number of the countries with whom agreements have been made for the exploration and production of oil, indicating also the period for which the said agreements were made; and

(b) the expected per day increase in the production of oil during the period of the next five years?

Ch. Nisar Ali Khan: (a) None. Agreements, however, have been signed with 9 companies belonging to 6 countries for exploration and production of oil and gas in the country.

(b) Depending upon the drilling efforts and size of discoveries the production is presently estimated to increase to 123000 barrels per day by 1997-98.

111. *** Syed Ehsan Shah:** Will the Minister for Tourism be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to

promote tourism in the coastal areas of Balochistan, if so, its details?

Shahzada Mohiuddin: Government is already cognizent of the importance of promoting tourism in the Coastal areas of Balochistan. The steps being taken for the development and promotion of Tourism can be classified into two parts, as under:-

(i) Public Sector Investment

	Name of Project	Approved Cost in Rs.Million
1.	Rest House Gadani	3.426
2.	Rest House Gawadar	3.614
	Total:	7.040

35.5 per cent of cost of these projects has been provided as grant by the Tourism Division. These projects were executed by the Provincial Authorities and are reported to have been completed in all respects.

There is a proposal to develop full-fledged beach resorts at Gadani and Gawadar, in the former case land measuring 172 acres has been acquired and advertisements issued inviting private sector participation. In the case of Gawadar the site selection has yet to be finalised.

(ii) Policy Measures to induce Private Sector Investment

In addition to the general incentives and concession included in the National Tourism Policy, the government has allowed 8 per cent concessionary rate of interest during 1992-93, against 15-16 per cent normal rate of interest, for tourism projects to be set up by the private sector, as a special incentive and concession to these areas to induce private sector investment.

112. ***Syed Faseih Iqbal**: Will the Minister for Water and Power be pleased to state the number of cases for consultancy assigned to NES Pak during the years 1989-90, 1990-91 and 1991-92 indicating also the nature of

consultancy and amount paid in each case?

Jam Muhammad Yousaf: Year-wise data is as under:-

Year	No. of Jobs	Income
1989-90	116	Rs.362.9 (M)
1990-91	87	Rs.441.3 (M)
1991-92	153	Rs.507.3 (M)

Detailed information showing the nam of Project, Client, Location, Nature of Services, Contract Fee as well as status is enclosed as under:-

Annexure-I for the year 1989-90

Annexure-II for the year 1990-91

Annexure-III for the year 1991-92

(Annexures have been placed in the Senate Library)

113. ***Syed Faseih Iqbal**: Will the Minister for Water and Power be pleased to state the number of various Dams constructed in Balochistan Province since 1985 indicating also the expenditure incurred on the construction of these Dams separately in each case?

Jam Muhammad Yousaf: Federal Government has not constructed any Dam in Balochistan.

114. Transferred to the Finance Division.

115. ***Prof. Khurshid Ahmed**: Will the Minister for Housing and works be pleased to state:

(a) the number of the Federal employees who have applied in the Estate Office for the allotment of a government quarter upto January 9, 1993 alongwith their grade-wise break-up; and

(b) the number of the Federal Government employees still in the waiting list for the allotment of government accommodation grade-wise?

Makhdoom Mohammad Javed Hashmi: (a) There are 43007 Federal Government Employees who had applied for allotment of Government quarters upto 9th January, 1993. Grade-wise break-up is at Annex-A.

(b) The number of the Federal Government Employees still in the General Waiting List is 40351. Grade-wise break-up is at Annex-B.

Annexure-A

GRADE-WISE BREAK-UP OF FEDERAL GOVT. EMPLOYEES WHO HAVE APPLIED FOR ALLOTMENT OF GOVT. ACCOMMODATION UPTO 9-1-1993

	BPS 1-4	BPS 5-6	BPS 7-10	BPS 11-15	BPS 16-17	BPS-18	BPS-19	BPS-20	BPS 21-22	Total
(1) Islamabad	8312	3036	5410	7685	3200	960	353	100	13	29069
	BPS 1-4	BPS 5-6	BPS 7-10	BPS 11-13	BPS 14-16	BPS 18	BPS 19	BPS 20	BPS 21-22	Total
(2) Rawalpindi	320	200	140	50	37	—	—	--	—	747
	PBS 1-4	BPS 5-6	BPS 7-10	BPS 11-12	BPS 13-14	BPS 15-17	BPS 18-19		BPS 20-22	Total
(3) Karachi	2318	1299	1114	1489	1404	1142	142		33	8941
(4) Lahore	700	210	140	315	—	300	32		5	1702
(5) Peshawar	286	176	242	254	2	292	44		—	1278
(6) Quetta	390	250	158	206	61	181	22		2	1270

Annexure-B

GRADE-WISE DETAILS OF FEDERAL GOVT. EMPLOYEES IN THE GENERAL WAITING LISTS

	BPS 1-4	BPS 5-6	BPS 7-10	BPS 11-15	BPS 16-17	BPS 18	BPS 19	BPS 20	BPS 21-22	Total
(1) Islamabad	8382	3081	5450	7705	3215	965	357	101	14	29270
	BPS 1-4	BPS 5-6	BPS 7-10	BPS 11-13	BPS 14-16	BPS 18	BPS 19	BPS 20	BPS 21-22	Total
(2) Rawalpindi	320	200	140	50	37	—	—	—	—	747
	PBS 1-4	BPS 5-6	BPS 7-10	BPS 11-12	BPS 13-14	BPS 15-17	BPS 18-19		BPS 20-22	Total
(3) Karachi	2003	1015	836	1468	1344	1014	137		28	7845
(4) Lahore	680	165	85	300	15	300	32		5	1582
(5) Peshawar	154	83	64	8	—	262	38		—	609
(6) Quetta	116	54	43	40	6	32	6		1	298

116 ***Syed Iqbal Haider**: Will the Minister for Tourism be pleased to state:

(a) the price charged for the 280 acres of land situated in Malam Jabba area in Swat granted to Mr. Gaith Pharaon and/or to any of his company and mode and dates of payment of such price by him;

(b) the terms and conditions of the agreement entered into by the Government with Mr. Gaith Pharaon and/or any of his holdingcompany for establishment of a ski-resort on the said land;

(c) the price and terms and conditions offered by the two Pakistanis bidders for the same project in response to the invitations of bids published in newspapers in August, 1992 and whether Mr. Gaith Pharaon or any of his company submit his bid in response to the said advertisement; and

(d) the present market price of lands in the Malam Jabba area or lands in its vicinity?

Shahzada Mohiuddin: (a) The project or the land has not been leased to M/s Pharaon or to any of his Company.

(b) Not applicable as no agreement has been signed

(c) Only two bids were received and these were from M/s Beach Luxury Karachi and M/s Avari Hotels Ltd. Karachi, both belonging to the same party of Karachi Mr. Byram D. Avari. M/s Beach Luxury offered the following amounts of lease money for the 33 years initial lease period:-

(a) Rs. 50 lacs per year for the first 10 years.

(b) Rs.75 lacs per year for the second 10 years.

(c) Rs. one crore per year for the third 10 years.

(d) Rs. 1.25 crores per year for the last 3 years

M/s Avari Hotels Ltd. offered an amount of Rs. 2.55 million as lease money for the first year of the 33 year lease period which in the subsequent years was to be linked with SDR and increase annually in relation to the increase in the value of SDR.

The firms did not lay down any specific terms which means that they accepted the terms and conditions of the lease contained on our Tender Document. These included payment of lease money annually in advance, providing bank guarantee from any scheduled Pakistani or foreign bank as security to ensure such payment. In addition a bank guarantee of Rs.5.0 million or its equivalent in U.S. dollars as security for moveable assets like machinery, equipment and accessories provided by the lessor. The lessee is also required under the terms of the lease to keep the moveable and immoveable property of Malam Jabba Resort Ltd. insured for all time subject to a minimum value of Rs. 113.00 million through an Insurance Company to be approved by the MJRL management. It was decided to award lease of the project to M/s Avari Hotels Ltd. but they backed out and their earnest money was forefeited. M/s Pharaon group did not submit their bid in this tender.

(d) The present market price of land in Malam Jabba area is not known. The land under ski slopes measuring 93 acres, 6 kanals and 17 marlas is being leased out by the NWFP Government, the owner, to Malam Jabba Resort Ltd. at an annual lease money of Rs.52,000.

117. ***Syed Iqbal Haider:** Will the Minister for Water and Power be pleased to state whether it is a fact that Mr. Muhammad Iqbal, Deputy Director

(Admn) who is presently acting as Chief Engineer, Mangla, has issued a circular No.E/C-14-13681-90, dated the 28th July, 1992 or any other circular asking all the employees to disclose their sect, if so, its reasons?

Jam Muhammad Yousaf: Yes. At Mangla there are various sects and their demand is for construction of separate Mosques. Therefore, the data was collected to ascertain the exact number of employees belonging to different Maslik/Fiqas so that the case could be initiated for Mosques for different Fiqas and avoid discontentment amongst the employees at Mangla.

118. ***Syed Ishtiaq Azhar:** Will the Minister for Water and Power be pleased to state whether it is a fact that the IMF has warned to stop its development assistance if the outstanding dues to the tune of 11 billion are not paid, if so, the steps taken by the government to recover these dues?

Jam Muhammad Yousaf: No, the Ministry has not received any such warning from IMF. As a matter of fact, the convenants of the World Bank regarding arears of revenues are being fully met.

119. ***Syed Ishtiaq Azhar:** Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) whether it is a fact that two power plants installed in June 1992 at Tarbella Dam have developed serious defects and are now out of order;

(b) whether it is also a fact that load shedding of longer durations will be observed in the ensuing summer due to the above reasons; and

(c) the extent of loss sustained by the Government due to decrease in power generation and maintenance repair of the said power plants after these became defective?

Jam Muhammad Yousaf: (a) Units 13 & 14 have developed defects in their runners and draft tubes. Units 13 & 14 were shut-down on 28th December and 4th December, 1992 respectively.

(b) There will be very little effect on the duration of load shedding due to non-availability of units 13 & 14, until June 1993, since adequate supply of water is not available.

(c) All the cost of repair and replacement of parts etc. will be borne by the manufacturers of the turbine because the fault has occurred during the defect liability period.

120. ***Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir:** Will the Minister for Water and Power be pleased to state whether the government has a flood forecasting and flood protection plan? If so the measures that were adopted before the advent of monsoons during 1992?

Jam Muhammad Yousaf: Yes, there is a National Flood Protection Plan. All necessary measures were adopted to strengthen the existing bunds and rivertraining works.

121. ***Syed Ishtiaq Azhar:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state whether it is a fact that the price of furnace oil has been increased by more than 25 per cent, if so, its reasons?

Ch. Nisar Ali Khan: No.

122. * **Dr. Muhammad Rehan:** Will the Minister for Culture and Sports be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to disband the National Film Develoopment Corporation, if so, the steps taken by the Government to adjust the employees in other Government departments?

Sheikh Rashid Ahmed: Summary is under process for Prime Minister to disband the NAFDEC. Its permanent employees will be absorbed in Ministry of Culture.

123. ***Syed Iqbal Haider:** Will the Minister for Housing and Works be pleased to state:

(a) whether it is a fact that many retired employees are living in E type quarters of G-6/4 without paying any house-rent for years, causing heavy loss to the exchequer;and

(b) the names of such employees, last designation, date of retirement and amount of rent due from them separately in each case?

Makhdoom Muhammad Javed Hashmi: (a) Yes. Only 8 retired Government employees are living in 'E' type quarters of G-6/4, Islamabad without paying any house rent.

(b) Details are mentioned in the list at Appendix-I.

Appendix-I

S No.	Q No.	Name of Govt. Servant	Designation	Date of Retirement	Rent due upto 31-1-93
1	2	3	4	5	6
1.	413-E	Mr Mashkoor Ahmad Siddiqui	Section Officer	12-5-1990	112447.54
2	226-E	Mr M. Ramzan Khan	Deputy Secretary	02-9-1990	118306
3	368-E	Mr Wahid Uddin Burni	Section Officer	19-8-1990	51000
4	241-E	Mr M. Hanif	Section Officer	15-11-1990	55600
5	223-E	Mr Jamil Ahmad Kareemi	Deputy Secretary	01-8-1991	44600
6	320-E	Mr Tufail Ahmad	Secretary C.B.R	21-8-1991	64969.95
7	337-E	Mrs Noor Jehan	Trained Graduate(T)	12-6-1991	74257.58
8	369-E	Mr A. H. Zahid	Section Officer	17-10-1988	111212

124. ***Mr. Abdur Rehman Jamali:** Will the Minister for Water and

Power be pleased to state the time by which construction of WAPDA Colony at Usta Muhammad, District Jafarabad, Balochistan, will start?

Jam Muhammad Yousaf: There is no proposal under consideration of WAPDA for construction of colony at Usta Muhammad due to paucity of fund.

125. *Mr. Abdur Rehman Jamali: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the time by which natural gas will be provided to Usta Muhammad, District Jafarabad, Balochistan; and

(b) the work done on the said project so far?

Ch. Nisar Ali Khan: (a) By 1993-94.

(b) 26 KMs of pipeline has been laid. Overall 40% of the work has been completed.

126. *Mr. Abdur Rehman Jamali: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the work done on the Pat Feeder Canal so far; and

(b) the estimated cost of the said project indicating also the cost/ expenditure incurred so far?

Jam Muhammad Yousaf: (a) 17% work has been completed on the project upto December, 1992.

(b) The project is estimated to cost Rs.7.00 billion. Rs.532 million have been spent upto December, 1992.

SENATE SECRETARIAT

"UNSTARRED QUESTION AND ITS REPLY"

for Thursday, the 4th March, 1993

(Originally set down for answering on 24th February, 1993)

5. Syed Faseih Iqbal: Will the Minister for Housing and Works be pleased to state the final decision taken by the Government on the proposal for allotment of Government Houses in Sector G-6 to its occupants on ownership basis?

Makhdoom Muhammad Javed Hashmi: The Government has decided to redevelop G-6 Sector Islamabad on self financing basis and in a phased manner.

The Re-development Plan envisages the construction of 4-storeyed blocks of flats and high-rise commercial and residential buildings at suitable locations alongwith re-laying of roads and services in replacement of the worn out infrastructure to meet the future requirements. It is planned to raise the housing stock to about 10,000 units against the existing 3500 units. The *bona fide* allottees of G-6 quarters will be given flats on ownership basis on concessional rates while the remaining flats will be offered for sale to the Federal Government employees and some taken on Government housing stock for allotment to the inservice employees.

سید اقبال حیدر۔ محترمہ پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ اب آپ questions کے بارے میں بات نہ کریں وہ ختم ہو گئے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ محترمہ یہ questions کی numbering جو ہے وہ بالکل الٹی سیدھی

کی ہوئی ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ یہ پہلے کے ڈیفر کئے ہوئے سوالات بھی بیچ میں آنے ہوتے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ ہمارے 116 اور 117 ہیں اور وہ بعد میں ہیں اور 207 اور 298 پہلے ہیں اور آج آخری دن ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ آپ تو ابھی آنے ہیں ناں۔ اگر آپ پہلے آجاتے تو شاید آپ کے questions out of turn میں لے لیتی۔

میرعبدالجبار۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ ہمارے آج بہت اہم سوالات تھے جو کہ اب آگے آنے تھے یہ بات میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ آگے جو سوالات آرہے تھے وہ national importance کے تھے اور ان میں میرے سوالات تھے۔ میری صرف اتنی گزارش ہے کہ آپ نے آج مہربانی فرماکر اس اصول کو جو کہ ہم نے اپنا رکھا تھا کہ تین سوالات کے بعد چوتھا سوال نہیں کیا جاسکتا مگر آپ نے چار چار چھ چھ سوالوں کی اجازت دی اور ہمارے 3 important سوالات تھے وہ رہ گئے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں جی وہ بھی تو آپ لوگوں کی demand ہوتی ہے کہ نہیں جی یہ important ہے اس کی انفارمیشن ہونی چاہیئے۔ آپ تو اس حال میں بھی خوش نہیں ہیں۔

میر عبدالجبار۔ نہیں جی ہم تو خوش ہیں۔ ہم نے تو فیصلہ کیا ہوا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ پھر next time ایسا کریں گے۔

LEAVE OF ABSENCE

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب شہزاد گل صاحب ناگزیر وجوہات کی بنا پر مورخہ 21'18 اور 22 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کی رخصت کے لئے درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی۔)

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب شیخ رشید احمد صاحب سرکاری کام سے کراچی تشریف

لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے اطلاع دی ہے کہ وہ اس اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔

PRIVILEGE MOTIONS

Madam Deputy Chairman: Privilege Motion No.2, next item

میاں عالم علی لالیکا صاحب۔

جناب عالم علی لالیکا صاحب آج منسٹر صاحب کی request آئی ہے کہ وہ آج ہاؤس میں حاضر نہیں ہوسکیں گے۔

میاں عالم علی لالیکا۔ ٹھیک ہے ان کی آمد تک اس کو مؤخر کر دیجئے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ ٹھیک ہے اس کو ڈیفر کیا جاتا ہے۔

The next is number 11, syed Ishtiaq Azhar Sahib.

سید اشتیاق اظہر۔ جی میں نے آپ سے عرض کیا تھا اور آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ (Home Department) سے رپورٹ آنے کے بعد آپ فیصلہ کریں گی کہ میری یہ تحریک استحقاق استحقاق کمیٹی کے سپرد کردی جائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ آپ پڑھ لیں جی۔ منسٹر صاحب اس کا جواب دے رہے ہیں۔

i) RE: REVIVAL OF A CRIMINAL CASE AGAINST A SENATOR

سید اشتیاق اظہر۔ گزشتہ سال 25 جون 1992ء کو ناظم آباد پولیس اسٹیشن پر میرے خلاف اغوا برائے تاوان کا ایک مقدمہ درج ہوا تھا۔ جو بعد میں وزیر اعظم محمد نواز شریف کی ہدایت پر واپس لے لیا گیا تھا۔ اب 6 فروری 1993ء (Evening Special) کی ایک اطلاع جو منسلک ہے اغوا برائے تاوان کے اس مقدمہ کو دوبارہ open کردیا گیا ہے جس کا مقصد سینٹ کے رکن کی حیثیت سے میری سرگرمیوں پر قدغن لگانا ہے۔ اس لئے اس مقدمے کو دوبارہ زندہ کرنے سے بحیثیت سینیٹر میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری تحریک استحقاق سینٹ کی استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنے کا فیصلہ صادر فرمایا جائے اگر سینٹ کے معزز اراکین کے خلاف اس طرح جھوٹے مقدمے درج ہوتے رہے یا مردہ کیسوں میں دوبارہ جان ڈالی گئی تو کوئی بھی سینیٹر ایوان بالا کے رکن کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں ادا نہیں کرسکے گا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب چوہدری عبدالغفور صاحب۔

چوہدری عبدالغفور۔ میں اس بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں ہوم ڈیپارٹمنٹ سندھ سے اس کا جواب موصول ہوگیا ہے اور اس کے مطابق جو FIR درج ہوئی تھی اور جو خارج کردی گئی تھی۔ جس کے متعلق محترم سینیٹر صاحب نے ابھی بتایا ہے۔ اس کو نہ تو دوبارہ reopen کیا گیا ہے نہ اس کو reopen کرنے کا ارادہ ہے جو ایوننگ اسپیشل میں یہ 6 فروری 1993 کو خبر شائع ہوئی یہ کرتے ہی غلط ہیں اور میں ان سے گزارش کروں گا کہ کوئی بھی اس طرح کی تحریک لانے سے پہلے اس کی verification کرلیا کریں۔ چونکہ کئی بے پر کی اس طرح کی خبریں جو آتی ہیں اور اس کی ذمہ داری حکومت پر عائد نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کی تصدیق ہونی چاہیئے۔ یہ میرے پاس in writing ہوم سیکرٹری کا لیٹر موجود ہے اور اس میں انہوں نے کہا ہے کہ

The above case has not been reopened, therefore, no truth in the news item published in the "Evening Special" dated 6th of February, 1993.

تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس clarification کے بعد اس کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی اگر اس رپورٹ کے خلاف یہ کچھ کرنا چاہیں گے اور رپورٹر کے خلاف کوئی بات کرنا چاہیں تو ان کی مرضی ہے۔ حکومت نے اس کو کوئی reopen نہیں کیا اور نہ کوئی ارادہ ہے اس کو reopen کرنے کا۔

سید اشتیاق اظہر۔ میں محترمہ چیئرمین صاحبہ! آپ سے یہ عرض کروں گا کہ جو رپورٹ آئی ہے اس کی ایک نقل مجھے فراہم کردی جائے تو میں اس معاملے کو پریس نہیں کروں گا۔

چوہدری عبدالغفور۔ یہی نقل میں ان کے حوالے کردیتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ۔ تو منسٹر صاحب کی statement کے بعد آپ اس کو press نہیں کریں گے۔

سید اشتیاق اظہر۔ جی میں press نہیں کرتا۔

ii) RE: ALLEGED BASELESS ALLEGATIONS AGAINST A SENATOR BY A PRESS REPORTER.

Madam Deputy Chairman: Next is No. 17, Malik Muhammad Hayat Sahib.

Malik Muhammad Hayat: My privilege has been breached by a news item entitled "Scam that has been boiling is ready to burst" which has appeared on the front page in the daily "Nation" of 2nd March, 1993. The story by the daily newspaper's own reporter, Lubna Saeed, has made baseless allegations against me by saying that I am among some influential persons whoare patronising a few private housing societies. Thus, grabbing the lands and ownership of the Lohi Bheer on Kahuta Road.

I request that the normal proceedings of the House may be suspended and permission may be given to debate this matter out of turn as it appears to be a calculated and deliberate efforts to malign me. A brief of the story is as follows:-

"Another 'big financial scam' is about to erupt in the Federal Territory of Islamabad. The situation which has been brewing for years has now begun to boil. Thousands of people who have invested billions in the Housing Cooperatives are about to be duped in a quest for their 'own sweet home'. It further adds in anticipation of the Federal Government's decision to privatise the 3 out of the said 5 zones, some influentials are patronising a few private housing societies thus grabbing the lands and ownership of the Lohi Bheer area. Six private housing societies are being supported by Begum Kalsum Saifullah, MNA Shahbaz Sharif, Deputy Speaker Nawaz Khokhar and Senator Malik Muhammad Hayat. Then it goes on some 15000 canals lands has been grapped at 5000 per canal. Qabza group hasthus displaced the owners of Lohi Bheer area which includes many villages thus constituting Zones by acquiring lands at the cheaper rate. The Qabza group will sell the land 3 to 4 lacs per canal. The owners and residants of the village are being displaced without being provided the alternative place though according to the rules whenever any land is

acquired by the government the owners are compensated. I would like to press that I have not bought or purchased a single inch of land in Islamabad territory.

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب who is opposing جناب چوہدری اسدالرحمٰن صاحب۔

چوہدری اسدالرحمٰن۔ میں تو oppose نہیں کرتا جی میرے خیال میں یہ Privilege Committee کو بھیج دیا جائے وہ investigate کرے۔

Malik Muhammad Hayat: Madam Chairperson, I have not finished yet, I like to stress that the press these days is anti-Parliament and they too malign the parliamentarians on absolute lies. This not only should be sent to the Istehqaq Committee, it should also be investigated as to why these have been brought in. As far as Haji Nawaz Khokhar is concerned he is owner, he can sell or he can buy, as far as Kalsoom Saifullah and Shahbaz Sharif are concerned, they have never been seen in the horizon of Islamabad at all for the last 6 years. As far as I am concerned I had purchased a plot for a house in 1966 and built in 1976 in which I am living. Apart from this I have no land and I have not purchased or acquired any piece of land and I would like this to be brought to the Committee as soon as possible to point out why this package of lies is printed in the national paper by somebody called Lubna Saeed. Thank you.

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ میں اس motion کو in order declare کرتی ہوں اور اسے Privilege Committee کو بھجوا دیتی ہوں۔ شکریہ۔ Next Privilege Motion.

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ جناب میرا موشن ہے۔ کل مجھے---------

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ آیا نہیں ہے ناں جی۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ میڈم چیئرپرسن! کل میں چیئرمین صاحب سے ملا تھا۔ چیمبر میں انہوں نے کہا تھا کہ آج اس کو order of the day پر رکھ رہے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں آپ کا ہے لیکن، پروفیسر صاحب آپ کا بھی ہے، تو یہ کہاں پر ہیں جی------ کدھر ہیں کیا چیئرمین صاحب کے پاس ہیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ میں پڑھ دیتا ہوں جی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ پروفیسر صاحب آپ تو کہہ رہے ہیں کہ چیئرمین صاحب کے پاس ہے یا میرے پاس ابھی آیا نہیں ہے۔

پروفیسر خورشید احمد۔ نہیں آپ منسٹر آف فنانس سے بھی پوچھ لیں وہ تو آج کے لئے fix بھی تھا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ یہاں پر ہے جی۔ آپ نے اس کو move کیا ہے اس کا نمبر کیا ہے؛ بھائی نمبر ہو تو کس چیز پر کال کروں۔ نمبر وغیرہ کدھر ہیں یہاں پر تو کوئی بھی نہیں دیا ہوا۔ Where is this?

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ نمبر 15 جی اعجاز جتوئی صاحب' جی آپ move کررہے ہیں۔ پلیز یہ پریس والے ذرا خاموش ہوجائیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ میرے خیال میں یہ واک آؤٹ ہو رہا ہے پریس کا جی۔

I beg to move a Privilege Motion under Rule 61, a matter out of which breach of my privilege as the Member of the Senate in the House has taken place. I had recommended four PCOs on VHF in Sindh in year 1991-92 as per Federal Government decision.........

Madam Deputy Chairman: Please, Behrawar Saeed Sahib, order in the House. Please Aijaz Jatoi Sahib.

Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi: Four PCOs of the year 1991-92 as per Federal Government decision......

order in the House نہیں کرواسکتیں ہیں تو ہم چپ کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ آپ بولیں جی۔

Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi: Members of the Federal Government as per decision are entitled as member of the Parliament to recommend 4 PCOs in

a year, none of the PCOs have been installed except one which was installed last week. Because of my affiliation with the Opposition I am being victimized by the government. I, therefore, request that motion be taken in the House and may be referred to the Committee on Privileges as it is clear breach of privilege of this august House.

میڈم ڈپٹی چیئرمین ۔ اعجاز صاحب منسٹر تو یہاں نہیں ہیں۔ اس کو defer نہ کر دیں ۔ till the presence of Minister جی (مداخلت) نہیں تو وہ concerned Minister is not there جی۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ اگر نہیں ہے تو پھر کرلیتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ اس کو defer کردیتے ہیں The next is پروفیسر صاحب کا ہے۔ پروفیسر صاحب آپ کا تو ہے ہی نہیں ہے ایجنڈے پر اور آیا بھی نہیں ہے۔ جی۔

پروفیسر خورشید احمد۔ سرتاج عزیز صاحب بھی یہاں موجود ہیں اور -------

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ تو پھر کیا کریں اس کو move نہ کروادیں۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ میرے کا تعلق Ministry of Finance سے ہے۔ جی میرے پاس ہے۔ اگر آپ --------- منسٹر بھی ہیں موجود' وہ prepared بھی ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ آپ کے پاس پروفیسر صاحب کی Privilege Motion آچکی ہے۔ جی۔ ready ہیں جواب دینے کے لئے ۔ جناب پھر اس کی ایک کاپی مجھے دے دیں آپ۔

پروفیسر خورشید احمد۔ میرے پاس ایک ہی کاپی ہے۔ پڑھ کردے دیتا ہوں۔ آپ کو۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ اچھا پڑھ لیں آپ۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جی پڑھ کر دے دیتا ہوں۔ شکریہ بہت۔

iii) RE-FAILURE OF THE GOVERNMENT IN THE PRESENTATION OF REPORTS OF THE COMMISSION ON ISLAMIZATION OF ECONOMY.

Prof. Khurshid Ahmed: I seek the leave of the House to move

the following privilege motion:-

The Shariat Bill passed by the Parliament in July, 1991, provides that the Report of the Commission on Islamization of Economy would be presented before the two Houses of the Parliament. In response to a question in the National Assembly, the Finance Minister has given selected summary of some of the recommendations of the commission, but the text of the report has not been placed before the two Houses so far.

It was a privilege of the Senate to receive the report as and when it was received by the Ministry of Finance from the Commission even though it may be interim report. Non-fulfilment of this legal requirement constitutes violation of the privilege of the Senate.

I, therefore, beg to move that the Senate should consider this violation of the privilege and ask the government to fulfil its obligation and submit the report before the Senate without delay.

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب سرتاج عزیز صاحب کیا آپ اسے اپوز کرتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب سرتاج عزیز۔ اجازت دیں تو میں جواب دے دیتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جی ہاں فرمائیے۔

جناب سرتاج عزیز۔ مجھ چونکہ اطلاع نہیں تھی کاغذات تو نہیں لایا لیکن چونکہ مجھے معلوم ہے اس لئے میں وضاحت کردیتا ہوں۔ یہ جو شریعت بل میں provision تھی کہ کمیشن برائے اسلامائزیشن کی رپورٹیں پیش کی جائیں گی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ آپ اس میں detail سے پروفیسر صاحب بولنا چاہیں گے یا۔ جناب سرتاج عزیز صاحب جی بیان دے دیں۔

جناب سرتاج عزیز۔ وہ دونوں ہاؤسز میں پیش کیا جائے گا اس پر ہماری interpretation یہ ہے کہ جب وہ رپورٹیں آئیں گی اور جب گورنمنٹ اس پر ایکشن لے لے گی تو

اس ایکشن کے ساتھ یہاں پر انہیں submit کردے گی اور وہ رپورٹ جو پہلے آئی تھی انہوں نے تین group بنائے تھے۔ ایک گروپ کی رپورٹ آئی ہے اگست میں اور اس پر ہم نے implementation کمیٹی بنائی ہے۔ کافی تیزی سے اس پر کام ہو رہا ہے جب وہ کام مکمل ہو جائے گا تو پھر وہ ہم formally submit کردیں گے۔ اس سلسلے میں جہاں تک رپورٹس کا تعلق ہے کہ وہ کوئی secret documents نہیں ہیں جو ممبر چاہے ہم ان کو available کردیں گے لیکن formal tabling جس کے بعد ہاؤس کو اختیار پہنچتا ہے کہ وہ اس پر بحث کرے وہ اس وقت مناسب ہوگی جب اس پر حکومت اپنی پوزیشن لے لے گی۔ یہ سفارش جو ہے یہ ان پر عمل ہو سکتا ہے' اس پر نہیں ہوسکتا تو اس لحاظ سے privilege motion نہیں بنتا کیونکہ اس میں کوئی time limit نہیں دیا ہوا تھا کہ رپورٹ کب پیش کرنی ہے۔ ہماری جو interpretation ہے وہ یہ ہے کہ مناسب یہ ہوگا کہ رپورٹوں میں چونکہ کافی ایک complicated مسئلے ہیں' complex issues ہیں' ہم جب اس پر پوزیشن لے لیں گے implementation پلان بنالیں گے اور instruction issue کردیں گے تو انہیں ہم یہاں پیش کردیں گے۔ وہ مناسب موقع ہوگا ہاؤس کے discuss کرنے کا کہ آیا وہ ہم نے جو implementation کی ہے وہ کافی ہے یا نہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ پروفیسر صاحب اس بارے میں آپ جی press کریں گے جی۔

پروفیسر خورشید احمد۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ محترم وزیر خزانہ نے ایک بڑا بنیادی سوال اٹھایا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر قانون میں یہ چیز فراہم کی گئی ہو کہ رپورٹ پارلیمنٹ کے سامنے پیش کی جائے گی تو آیا یہ اس کے بعد گورنمنٹ کا sweet discretion ہے کہ وہ جب چاہے اس رپورٹ کو یہاں لے آئے یا قانون کا تقاضا یہ ہے کہ جب بھی ایسی رپورٹ گورنمنٹ کو مل جائے اسے وہ لازماً ہاؤس میں پیش کرتی ہے۔ یہاں میں وضاحت کردوں ہاؤس میں ٹیبل کرنا اور ہاؤس میں discuss کرنا ' دونوں ایک چیز نہیں ہیں۔ قانون کا تقاضا یہ ہے کہ ہر وہ رپورٹ جسے ہاؤس میں آنا ہے اسے ملنے کے بعد within a reasonable time جو بھی reasonable time ہو' یہ تو ہو سکتا ہے ' کہ اسے طبع کروانا ہے' اسے وہاں سے یہاں بھیجنا ہے لیکن indefinitely یہ گورنمنٹ کا discretion نہیں ہے کہ وہ تمام رپورٹیں جن کا قانون کے تحت پارلیمنٹ میں آنا ضروری ہے وہ ان کو table کرنے میں (موخر) delay کرسکتی ہے۔ اس کی سب سے پہلی دلیل یہ ہے کہ دستور یہ کہتا ہے کہ جو بھی آرڈیننس جاری کیا جائے وہ فوراً table کیا جائے اور اس کے بارے میں discussions ہوتی ہیں' اس کے بارے میں چیئرمین کی رولنگز موجود ہیں۔ اس کے معنی یہ نہیں

ہیں کہ گورنمنٹ جب چاہے اس کو پیش کرے یا نہ کرے۔ کیونکہ چار مہینے اسے باقی رہنا ہے اس لئے کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ as early as possible اسی طرح Public Accounts Committee کی رپورٹیں جب آتی ہیں تو وہ اسمبلی کے سامنے فوراً پیش کردی جاتی ہیں۔ ذکوٰۃ کے بارے میں بھی law provide کرتا ہے کہ ذکوٰۃ کے بارے میں بھی رپورٹس پارلیمنٹ میں آئیں گی تو اس لئے جیسے ہی ذکوٰۃ کی رپورٹ گورنمنٹ receive کرتی ہے وہ ایک reasonable time کے اندر نیشنل اسمبلی میں اور یہاں پیش کردیتی ہے۔ دنیا کی ساری پارلیمنٹس میں یہ قاعدہ ہے کہ وہ تمام چیزیں جن کو کہ ہاؤس کے سامنے آنا ہو، وہ گورنمنٹ کے receive کرنے کے بعد ایک reasonable time میں یہاں آجانی چاہئیں۔ رہا یہ مسئلہ کہ اس پر کب discussion ہو، کب recommendations ہوں، گورنمنٹ نے کیا کیا ہے، بلا شبہ یہ ایک genuine بات ہے کہ گورنمنٹ اپنی performance بھی پیش کرے اور یہ ہاؤس کبھی unreasonable نہیں ہوا۔ ہم نے ہمیشہ اس بات کی کوشش کی ہے کہ جب رپورٹیں ہمارے پاس آئی ہیں تو گورنمنٹ سے تعاون کے ساتھ، مذاکرات کے ساتھ، افہام وتفہیم کے ساتھ discussion کے لئے وقت نکالنا ہے اور discussion کے لئے ہمارے پاس دو فورم ہیں۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کو directly ہاؤس میں discuss کیا ہے اور کچھ specialized چیزیں ایسی ہیں جن کو ہم نے کمیٹی میں لے لیا ہے۔ یہ بہت specialized مسئلہ ہے، مجھے وزیر خزانہ سے اتفاق ہے، اس کے اندر اگر وہ یہ بھی چاہیں گے کہ رپورٹوں کے اندر جو گورنمنٹ نے performance کیا ہے، ان کے مشورہ سے ہم ٹائم مقرر کرکے پہلے فنانس کمیٹی میں discuss کرلیں گے، اس کے بعد ہاؤس میں لے آئیں گے۔ ان سارے معاملات میں ہمارا رویہ مثبت اور تعمیری ہے لیکن یہ interpretation کبھی قبول نہیں کیا جاسکتا کہ قانون اگر یہ provide کرتا ہے کہ ایک رپورٹ کو ہاؤس میں آنا چاہیئے تو پھر یہ حکومت کی discretion نہیں ہے کہ وہ اس پر کب عمل کرے۔ عمل کرنے کے بعد اس کا کیا خاکہ بنایا ہے اور پھر وہ رپورٹ لے کر آئے، یہ بات درست نہیں ہے۔ اس لئے میں پورے ادب کے ساتھ عرض کروں گا کہ رپورٹ کو جیسے ہی انہیں receive ہوئی تھی، within reasonable time جو کہ ایک ہفتہ ہوسکتا ہے، دو ہفتے ہوسکتا ہے، جس میں ان کو چھپوانے میں سہولت ہو انہیں دونوں ہاؤسز میں، نیشنل اسمبلی اور یہاں، table کردینا چاہیئے۔ table کرنے کے بعد جو discussion ہے وہ پھر حکومت کے مشورے سے ان کی performance کی روشنی میں، ان کی مشکلات کو دیکھتے ہوئے، کی جاسکتی ہے، ہم ان کے لئے کوئی مشکلات پیدا نہیں کرنا چاہتے لیکن پارلیمنٹ کا جو کنٹرول ہے، پارلیمنٹ کی انفارمیشن بھی اور ان معاملات میں پارلیمنٹ کا participation بھی، یہ

بروقت ہونا چاہئیے' اس میں delay جو ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ اسی بناء پر میں نے یہ موشن پیش کیا ہے اور اس بناء پر میں سمجھتا ہوں کہ وزیر خزانہ کا یہ response ہونا چاہئیے کہ اسی سیشن میں اس رپورٹ کو circulate کردیں۔ مجھے خوشی ہے کہ ذاتی طور پر انہوں نے مجھے اس رپورٹ کی کاپی دی ہے کل' لیکن میرا یہ ذاتی استحقاق نہیں ہے بلکہ اس ہاؤس کا استحقاق ہے۔ سب کے پاس اس کی کاپی پہنچنی چاہئیے اور پھر discussion کے لئے وہ وقت طے کریں گے جو ان کے لئے suitable ہو اور جس میں وہ بتا سکیں کہ حکومت نے اس رپورٹ کے response میں کیا تیاری کی ہے' کیا ہدایات جاری کی ہیں اور اگر وہ چاہیں گے تو اس پر پہلے ہم کمیٹی میں discussion کرلیں گے پھر یہاں لائیں گے۔ اس پر ہم پوری طرح تعاون کے لئے تیار ہیں لیکن رپورٹ یہاں آنی چاہئیے' یہ میرا موقف ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ سرتاج عزیز صاحب' آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے۔

جناب سرتاج عزیز۔ میں پہلے یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ رپورٹ ایک Working Group کی ہے اس لئے یہ کمیشن کی طرف سے ایک interim رپورٹ کی حیثیت رکھتی ہے۔ انہوں نے ہمیں اس کی advance کاپی دی کہ آپ اس پر کام شروع کریں۔ اس کمیشن کو اب بھی حق پہنچتا ہے کہ وہ اگر چاہے تو اس discussion کی روشنی میں اسے revise بھی کرسکتا ہے اس لئے میں وزارت قانون سے یہ interpret لے لوں گا کہ لاء میں جس رپورٹ کا ذکر آیا ہے ' آیا اس میں interim رپورٹ شامل ہے یا صرف فائنل رپورٹ شامل ہے۔ اگر انہوں نے کہا کہ یہ فائنل رپورٹ ہے تو ہمیں یہ ٹیبل کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے۔ ان تینوں رپورٹوں میں کچھ آپس میں تعلق بھی ہے۔ جب کمیشن کی رپورٹ فائنل آئے گی وہ تو ظاہر ہے کہ ہم فوری طور پیش کریں گے یہ صرف ایک Working Group کی interim report تھی جو آئی تھی۔ اس لئے میں پروفیسر صاحب سے گزارش کروں گا کہ پہلے ہمیں لاءمنسٹری سے clarification حاصل کر لینے دیں۔ اگر انہوں نے کہا کہ یہ پیش کرنی ہے تو میں ضرور پیش کرلوں گا ورنہ ہم فائنل رپورٹ کا انتظار کرلیں گے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ تو پروفیسر صاحب پھر آپ اسے پریس نہیں کر رہے ہیں؟

پروفیسر خورشید احمد۔ جی' پھر آپ اسے اس وقت تک pending کردیں جب تک وزارت قانون سے رائے نہیں مل جاتی۔ یہ ٹھیک ہے کہ وزارت قانون سے رائے لے لیتے ہیں کہ leagal position کیا ہے اور اس کی روشنی میں اسے dispose of کرلیں گے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ Not pressed تو اس کی fufrther discussion defer کر دیتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جی، defer کردیتے ہیں اور وزارت قانون سے درخواست ہو گی کہ وہ اس معاملے میں interpretation دیں کہ کن معاملات میں قانون نے provide کیا ہے کہ رپورٹ ہاؤس میں آنی چاہئیے، اس میں reasonable time کیا ہے (2) یہ کہ آیا interim report بھی، رپورٹ سمجھی جائے گی یا نہیں۔ یہ دو پہلو ہیں، ان کے بارے میں وزارت قانون سے رائے لے لی جائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جی اب سید اقبال حیدر صاحب کی تحریک التوا، نمبر 7 ہے۔

Syed Iqbal Haider: No. 7. I humbly request that ordinary business of the House..........

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ سید اقبال حیدر صاحب، میں معافی چاہتی ہوں، ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ چوہدری شجاعت حسین صاحب جو کہ وزیر داخلہ ہیں، وہ اس وقت ہاؤس میں نہیں آسکتے کیونکہ انہیں وزیراعظم کے ساتھ کوئی کام ہے تو اس کو اگر defer کردیا جائے-------

سید اقبال حیدر۔ جی، میں ابھی پڑھ دیتا ہوں، place کر دیتا ہوں اس پر discussion بعد میں ہوجائے گی، اس لئے کہ آج اجلاس کا آخری دن ہے اور محترمہ یہ بڑی اہم ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ پڑھ تو آپ دیتے ہیں لیکن آپ پہلے بھی اسے move کر چکے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ نہیں، یہ پہلے move نہیں کیا ہے۔ یہ National identity Card میں religion کا کالم رکھنے کے بارے میں ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ تو آپ ان کا wait کرلیں، اس وقت تک اسے defer کردیتے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ آج اس کا آخری دن ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ بے شک آپ move کردیں۔

سید اقبال حیدر۔ ٹھیک ہے، بے شک اس کے بعد جس موقع پر بھی وہ آگئے اسے لے لیجئے گا۔ کیونکہ اس معاملے پر پورے ملک میں بڑا سخت احتجاج ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جی، اسے پیش کردیں۔

ADJOURNMENT MOTION

i) RE: REPORTED INCLUSION OF ACOLUM FOR RELIGION

DISCLOSURE IN THE NIC.

Syed Iqbal Haider:

I humbly request that ordinary business of the House may kindly be adjourned to consider the following adjournment motion of urgent public importance:-

"It is reported in the 'The News' and daily 'Nawa-i-waqt' and other newspapers of 14th October, 1992 that Government of Pakistan has decided to include a column for religion disclosure in the National Identity Cards(NIC)."

The aforesaid decision of the Government violates basic human rights, fundamental rights and rule of law. This decision will further promote discrimination particularly against the minorities and harm unity of the people.

The aforesaid motion is of utmost public importance and deserves to be discussed and admitted in the House at the earliest.

اس کے اوپر پورے ملک میں احتجاج کیا جا رہا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ اب تو آپ نے اسے move کردیا ہے، جب تک وزیر صاحب نہیں ہیں، اس کو defer کردیتے ہیں۔ جب آجاتے ہیں تو-------

سید اقبال حیدر۔ میں انتظار کر لیتا ہوں۔ لیکن ان کو بلوانے کا بھی کوئی انتظام کرنا ہے جی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جی، انہوں نے message بھیجا ہے، وہ آرہے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ کیونکہ وہ پرائم منسٹر کو تو صبح کو بھی ملتے ہیں اور شام کو بھی ملتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جی وہ آرہے ہیں۔ اقبال حیدر صاحب، تشریف رکھیں۔ اگلی

29 ہے' فصیح اقبال صاحب کی' وہ موجود نہیں ہیں۔ 35' سید اشتیاق اظہر صاحب کی ہے۔ پہلے یہ بتائیں' اس کو deal کرنے کے لئے کوئی وزیر صاحب ہیں۔ یہ جو campaign against Pakistan ہوئی ہے یو ایس گورنمنٹ سے terrorist declare کروانے کے لئے۔

ایک معزز رکن۔ وزیرمملکت برائے امور خارجہ اس کا جواب دیں گے اور وہ بھی نہیں ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ تو وزیر خارجہ بھی نہیں ہیں۔

سید اشتیاق اظہر۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ یہ پہلے ہی تین آدمیوں کی طرف سے move ہو چکی ہوئی ہے لیکن یقین دلایا گیا تھا کہ اگر وزیر خارجہ نہ ہونے تو اس سلسلے میں کوئی اور وزیرگفتگو کرے گا۔ یہ موشن دو تین بار defer ہو چکا ہے اور آج اجلاس کا آخری دن ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ منسٹر صاحب' جو افغانستان کا delegation آیا ہوا ہے اس میں busy ہیں اس لئے ہم اسے اگر next time کے لئے defer کردیں تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ اس کو کوئی اور وزیر صاحب deal نہیں کررہے ہیں۔ تو یہ defer ہے۔ دوسری تحریک ہے 47' یہ حافظ حسین احمد صاحب کی ہے۔ تو کیا سرتاج عزیز صاحب اس کا آپ جواب دے رہے ہیں۔ یہ 57 ہے' حافظ حسین احمد کی طرف سے۔

حافظ حسین احمد۔ محترمہ یہ چلتن گھی مل کا مسئلہ ہے' اس کے بارے میں کل سرتاج عزیز صاحب نے فرمایا تھا کہ کل اسے لے لیں گے۔ یہ 41 نمبر ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ تو 41 والا پہلے لے لیں۔

حافظ حسین احمد۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ درج ذیل اہم مسئلہ کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ حافظ حسین احمد صاحب آپ ذرا تشریف رکھیں۔۔۔۔ وہ تو اس میں ہے ہی نہیں۔۔۔۔۔۔

حافظ حسین احمد۔ جی' یہ کل تھا' اس کے بارے میں چیئرمین صاحب نے بھی کہا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جو بھی ہے وہ تو disallow کردی گئی تھی۔

حافظ حسین احمد۔ یہ مجھے ملا ہوا ہے اور آپ کہہ رہی ہیں ---- سرتاج عزیز صاحب نے مجھے منع کر دیا تھا اور کہا تھا کہ کل لے لیں گے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ یہاں پر نہیں ہے۔

حافظ حسین احمد۔ میں اسے پڑھ دیتا ہوں---

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ بات سنیئے------

حافظ حسین احمد۔ صوبہ بلوچستان کے------

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ بات سنیئے' حافظ حسین احمد' میں نے آپ کا نام لیا ہے دوسری تحریک کے متعلق---- یہ جو میرے پاس ہے' اس کو لے لیتے ہیں۔

حافظ حسین احمد۔ محترمہ میں گزارش کروں گا کہ وسیم سجاد صاحب نے خود کہا کہ اسے آپ کل پڑھیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ یہ میں کہہ رہی ہوں یہ اس وقت میرے پاس نہیں ہے disallow کیا ہوا ہے۔ تو آپ نمبر57 move کریں۔

حافظ حسین احمد۔ منسٹر صاحب موجود ہیں' اب دیکھیں یہ پوری لائن لگی ہوئی ہے' یہ سارے منسٹر نہیں ہیں۔ اب جو منسٹر صاحب موجود ہیں وہ آپ پڑھنے نہیں دیتیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ وہ میرے پاس نہیں ہیں۔ میں اس طرح تو نہیں کرسکتی۔ آپ نمبر 57 move کریں۔

حافظ حسین احمد۔ یہ آپ کاپی لے لیں۔ میرے پاس دو ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ یہ تو آپ کی ویسے بھی disallowہو چکی ہے۔

حافظ حسین احمد۔ کب؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ آپ نمبر57 پڑھیں جو میرے پاس ہے۔

حافظ حسین احمد۔ محترمہ یہ چلتن گھی مل کا مسئلہ ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ وہ ہے جی لیکن حافظ حسین احمد صاحب دیکھیں' میں آپ سے کوئی غلط بات تو نہیں کر رہی ہوں۔ جو میرے پاس ہے وہ میں آپ سے کہہ رہی ہوں۔

حافظ حسین احمد۔ محترمہ کل سرتاج صاحب نے خود کہا کہ 41 اور 42 کل لے لیں گے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ پھر اس کی کاپی مجھے دے دیں۔ منسٹر صاحب آپ تیار ہیں۔ حافظ صاحب ذرا ٹھہر جائیں۔

حافظ حسین احمد۔ میں ٹھہرا ہوا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ آپ پڑھ لیں پھر اس کی کاپی مجھے دے دیں۔

ii) RE: CHILTAN GHEE MILLS AND ITS LABOUR AND AGREEMENT WITH THE NEW ADMINISTRATION

حافظ حسین احمد۔ میں تحریک کرتا ہوں کہ درج ذیل اہم قومی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔ صوبہ بلوچستان کی واحد گھی مل، چلتن گھی مل، سریکی روڈ کوئٹہ جو کہ گھی کارپوریشن کا ایک ذیلی ادارہ تھا اورمزدور اپنے فرائض منصبی نہایت احسن طریقے سے انجام دے رہے تھے کہ حکومت نے 26 جولائی 1992، کو چلتن گھی مل کو صاحبزادہ محمد خان نامی شخص کے ہاتھ بیچ دیا۔ جبکہ پہلے ملز کی ملکیت 16 کروڑ تھی لیکن 4 کروڑ میں مک مکاؤ کیا گیا لیکن قطع نظر اس کے چلتن گھی ملز کے 15 آفیسروں کو وعدہ اور معاہدہ سے انحراف کرتے ہوئے ڈیڑھ ماہ بعد ہی نکال دیا گیا اور ان کو حسب معاہدہ ایک سال تک نوکری سے نہ نکالنے اور اس کے بعد گولڈن ہینڈ شیک کے تحت retirement کرنے کے معاہدے کو نظر انداز کیا گیا۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے اس لئے جاری کارروائی کو روک کر بحث کی جائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جی سرتاج عزیز صاحب آپ oppose کررہے ہیں۔

جناب سرتاج عزیز۔ میں oppose کر رہا ہوں۔

حافظ حسین احمد۔ محترمہ یہ ایک ایسا سنگین مسئلہ ہے جب بھی کسی صنعت کو اونے پونے بیچنے لگتے ہیں تو اس وقت ملازمین، آفیسرز اور انتظامیہ کو یہ کہا جاتا ہے جناب آپ کے ساتھ ایک معاہدہ کرتے ہیں اور اس کی رو سے آپ کو ایک دو سال اسی نوکری پر برقرار رکھا جائے گا اور یہی معاہدہ چلتن گھی مل کے آفیسرز جو 15 ہیں ان کے ساتھ معاہدہ ہوا ہے۔ ان کے پاس اس کی کاپی موجود ہے اور اس معاہدے سے فوری طور پر انحراف کیا گیا اور ۴ کروڑ میں اس گھی مل کو صاحبزادہ محمد خان کے حوالے کردیا۔ جب اس نے قبضہ کیا تو سب سے پہلے ان 15 افراد کو نکال

باہر کیا اور اس کے بعد اس کی ذمہ داری ان پر ہے یا Privatization Commission پر ہے جنہوں نے معاہدہ کر کے کہا کہ آپ مل ان کے حوالے کریں۔ وہ افراد اور وہ مزدور اس وقت ملازمت سے برطرف ہیں۔ ان کی تنخواہیں بند ہیں۔۔۔ ان کو کہا تھا کہ Golden Shake Hand کے تحت آپ کو اتنی رقم دی جاتی ہے۔ اس سے بھی انحراف کیا ہے۔ اب جب وہ رابطہ کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ آپ کورٹ میں چلے جائیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اور اس کی ذمہ داری حکومت پر ہے کہ حکومت نے اس مل کو بیچا اور یونین والوں سے معاہدے کئے اور مالک یونین والوں سے اس معاہدے کا انحراف کر رہے ہیں تو حکومت کی ذمہ داری ہے کہ حکومت ان کے جو واجبات ہیں وہ دے دے جو معاہدہ کی رو سے ایک سال ملازمت کا تحفظ فراہم کیا گیا ہے اس پر مل مالک کو کاربند کرنے کی کوشش کریں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ' جناب سرتاج عزیز صاحب۔

جناب سرتاج عزیز۔ جناب یہ Adjournment Motion بالکل غلط facts and figures پر based ہے اس لئے Adjournment Motion تو نہیں بنتی لیکن شکر ہے کہ انہوں نے یہ Adjournment Motion move کرکے مجھے یہ موقع دیا۔ میں جو حقائق ہیں وہ نہ صرف ان کے سامنے بلکہ ہاؤس کے سامنے رکھوں گا اور انہیں پتہ چلے کہ Privatization کا جو مقصد ہے وہ کہاں تک پورا ہو رہا ہے اور اس قسم کی باتیں اور خبریں جو ہیں وہ کس حد تک بے بنیاد ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب' یہ یونٹ 1976، میں بنا تھا اور 1991، تک کوئی سال نہیں گزرا جب اس میں نقصان نہ ہوا ہو۔ 11 لاکھ' 27 لاکھ' 30لاکھ' 10 لاکھ ' 39 لاکھ' 31 لاکھ ' 35 لاکھ ' 74 لاکھ ' 91 لاکھ ' 70 لاکھ ' 77 لاکھ ' ایک کروڑ 11 لاکھ' 64لاکھ ' 59 لاکھ' 34 لاکھ اور پچھلے سال میں ایک کروڑ ۔ یہ اس یونٹ کی 9 کروڑ accumulated losses ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ بڑی خوش اسلوبی سے کام ہورہا تھا ۔ over staffing کی وجہ سے' چوری چکاری کی وجہ سے اس یونٹ کو مجموعی طور پر 9 کروڑ کا نقصان ہوا۔ جب آڈیٹر نے اس کی value لگائی' انہوں نے دیکھا کہ جو مشینری وغیرہ ہے وہ کوئی اندازاً تین کروڑ کی ہے لیکن چونکہ اس کی liabilities جو ہیں وہ 9 کروڑ 20 لاکھ ہے اور اس کی جو net worth ہے وہ 6 کروڑ 20لاکھ ہے جس طرح ہم نے 80 اور یونٹ بیچے اس کی value بھی basically minus ہے۔ جب minus ہو تو آپ نئے owners سے یہ توقع نہیں کرسکتے کہ وہ 6 کروڑ میں minus کے یونٹ کو لے گا۔ ایسے کیسز میں جو liabilities ہیں وہ حکومت کو یا جی سی پی کو برداشت کرنی پڑتی ہیں اور جو net assets ہیں جس کو مشینری کے طور پر بیچتے ہیں

کمپنی کے طور پر آپ نہیں بیچ سکتے۔ یہ جو 3، کروڑ اس کی value بنی تھی اس کے against ہم نے اس کو تقریباً 5 کروڑ کا بیچا ہے liabilities کو نکال کر تو یہ جو ہماری basic reference price تھی اس سے بہتر پر بکا ہے۔ اگر حافظ صاحب یہ کہتے ہیں 16 کروڑ کی تھی تو میں کل انہیں ساڑھے چھ کروڑ کی دینے کو تیار ہوں۔ یا وہ کوئی خریدار لے آئیں۔ 16 کروڑ کی کہاں سے آگئی۔ Open auction تھا ہر ایک کو invite کیا گیا تھا اگر 16 کروڑ کی تھی کوئی 15 کروڑ لے جاتا' 12 کروڑ کی لے جاتا۔ 10 کی لے جاتا۔ کس نے روکا تھا۔ ایک خواہ مخواہ کی figure نکال دینا حالانکہ نئی گھی مل 16 سے کم کی بنتی ہے۔ یہ ہم نے کوئی اونے پونے نہیں بیچی اور صحیح قیمت پر بیچی ہے۔ اس کے بعد یہ کہنا کہ معاہدہ کےخلاف ورزی کی گئی ہے' یہ بھی غلط ہے۔ کسی کو dismiss نہیں کیا گیا لیکن اگر وہاں پر جو بھی 12/15 لوگ ان پر جو بھی الزامات تھے indiscipline کریں یا misconduct کریں اس کے بارے میں کوئی ممانعت نہیں ہے کہ ان کو بھی رکھیں گے۔ انہوں نے disciplinary grounds پر 15 آفیسروں کو نکالا اور ان افسروں نے کورٹ میں اپیل کی اور وہ اپیل بلوچستان ہائیکورٹ میں dismiss ہو گئی۔ حالانکہ کمیشن کی طرف سے ہم نے ان کی تھوڑی بہت سپورٹ کی ان کی protection ہو سکے لیکن کورٹ نے' جو الزامات انہوں نے پیش کئے وہ اپیل dismiss ہو گئی اس لئے اس میں یہ ایک ہمارے سسٹم کا haemorrhage تھا۔ لیکن چار کروڑ کی مل ہے اس کی قیمت (-6) ہو چکی ہے اور ہر سال ہمیں ایک کروڑ کا نقصان ہو رہا ہے تو اب وہ نقصان ختم ہو گیا۔ Owners نے لے لیا۔ اب اس کی production بھی بڑھے گی۔ Golden Shake Hand کی وجہ سے چونکہ سٹاف کم ہوا ہے۔ وہاں پر اب نقصان بھی نہیں ہوگا اور production بھی بڑھے گی۔ یہ کسی لحاظ سے نہیں بنتی اور یہ جن لوگوں کی طرف داری کر رہے ہیں کہ ان کو نکالا گیا وہ misconduct کی بناء پر نکالے گئے ہیں۔ اسی معاہدہ کی infact یہ ہمارا credit ہےاب تک کوئی 45/50 لاکھ لوگوں کو Golden Shake Hand کیا ہے ورنہ اس کے بغیر وہ یونٹ چلتے نہیں۔ اتنی over staffing تھی تو میں ان سے دوبارہ گزارش کروں اس قسم کی Adjournment Motion سے پہلے ان کے پاس کافی موقع ہے' ہم available ہیں' چیئرمین صاحب available ہیں' بجائے اس کے کہ ایوان کا وقت اس پر صرف ہو یہ کم از کم facts کی تصدیق کر لیا کریں کیونکہ balance sheet اس کی available ہے اس کے بعد Adjournment Motion دیا کریں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب حافظ حسین احمد صاحب' منسٹر صاحب کے بیان کے بعد

آپ اس کو press کریں گے۔

حافظ حسین احمد ۔ میں سرتاج عزیز صاحب کا مشکور ہوں۔ بد قسمتی یہ ہے کہ میں کئی بار عرض کر چکا ہوں کہ ہمارے وزراء صاحبان جو کچھ ان کو لکھ کر دے دیتے ہیں، میں طوطا تو نہیں کہتا اسی کو رٹ رٹا کر کرتے ہیں۔

جناب سرتاج عزیز۔ یہ لفظ رٹ رٹا کا غلط ہے ہم جو کہتے ہیں وہ سمجھ سے کہتے ہیں۔ ان کو ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے۔

حافظ حسین احمد ۔ میں ویسے ہی کہہ رہا ہوں، آپ ذرا آرام سے Chair کو مخاطب کریں۔ میں گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں باقاعدہ لیبر یونین کا وفد پہنچا اور میں انہیں سعید قادر کے ہاں لے گیا ہوں۔ سعید قادر صاحب نے خود کہا کہ معاہدے کی خلاف ورزی ہوئی ہے اور کورٹ نے یہ فیصلہ نہیں دیا کہ آپ کا حق نہیں بنتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ Privatization Commission کا کام ہے کہ آپ کا حق لے کر دے دیں اور جنرل سعید قادر نے خود اپنے سیکرٹری کو بلایا اور ان کے جو قانونی مشیر ہیں ان کو بلایا۔ انہوں نے کہا کہ فوری طور پر آپ اس کیس کو لے جائیں۔ میں اس ایوان میں چیلنج کرتا ہوں اگر جنرل سعید قادر صاحب ہوں تو وہ اس بات کی تائید کریں گے، انہوں نے خود کہا ہے کہ معاہدہ ہوا ہے اور معاہدے کی خلاف ورزی کی گئی ہے اور صاحبزادہ محمد خان نے ہم سے جو معاہدہ کیا ہے یہ 15 افسروں کو انہیں نکالنے کا حق نہیں تھا۔ میں سرتاج عزیز صاحب کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کے ساتھ معاہدہ ہوا ہے۔ اس معاہدے کی کاپی موجود ہے اور اس کے تحت جناب سعید قادر صاحب نے خود مجھے کہا۔ محترمہ، کل کے ریکارڈ کو آپ اٹھا کر دیکھیں۔ جب میں یہ پڑھنے لگا تھا تو جنرل سعید قادر نے مجھے کہا کہ ہم مزدوروں کے ساتھ ہیں، ان افسروں کے ساتھ ہیں، ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے، ان کا مسئلہ Privatization Commission خود کورٹ میں لے کر جا رہا ہے۔ اگر آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں کہ کل جنرل سعید قادر کے جملے موجود نہیں تھے تو آپ مجھے جو سزا دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سرتاج عزیز صاحب صرف اظہار ناراضگی اور تلخی سے بات کرکے یہ سوچتے ہیں کہ یہ غلط ہے میں اس کو ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں کہ اس میں ان آفیسرز کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور میں اس سلسلے میں Privatization Commission کے چیئرمین کے پاس گیا ہوں اور طارق چوہدری صاحب بھی میرے ساتھ تھے۔ انہوں نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ اور انہوں نے فوری طور پر سیکرٹری کو بلوایا اور کہا کہ اس کو ہم کورٹ میں

لے جانا چاہتے ہیں۔ کس طرح سرتاج عزیز صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ غلط ہے؟

جناب سرتاج عزیز۔ جناب یہ بات جو کہی گئی ہے اور میں نے جو وضاحت کی ہے انہوں نے سمجھنے کی کوشش نہیں کی ہے۔ وہ وضاحت یہ تھی کہ جو معاہدہ کیا گیا ہے' وہ یہ تھا کہ بارہ مہینے تک کوئی employee جو ہے وہ افسروں کے ساتھ نہیں تھا ورکرز کے ساتھ تھا۔ اس میں کسی کو برطرف نہیں کیا جائیگا' اس کے بعد اگر بارہ مہینوں کے بعد کوئی surplus staff کوئی ہو اگر اس کو دو سال تک ہم وظیفہ دیں گے اس سلسلے میں کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ کوئی indiscipline ہو یا misconduct ہو اس کے خلاف management action نہیں لے سکتی۔ بنیادی بات یہ ہے کہ misconduct جو ہے وہ معاہدے میں شامل نہیں ہے۔ معاہدے میں نارمل جو چیز ہے وہ شامل ہے۔ اب آیا وہ misconduct ہے یا نہیں ہے' یہ نہ میرا کام ہے نہ حافظ صاحب کا کام ہے' نہ چیئرمین کا کام ہے' یہ کورٹ کا کام ہے۔ وہ اس میں گئے ہیں' وہ وہاں پر طے کرلیں گے کہ کیا ہوا ہے۔ تو اس میں معاہدے کی خلاف ورزی جو ہے اگر کسی نے نہیں کی وہ کورٹ میں جا چکے ہیں اور فیصلہ ہو جائے گا اور ہو گیا تو ان کو restore کر دیا جائے گا۔ اس میں Adjournment Motion کہاں سے بنتی ہے اور اس ہاؤس کی intervention کہاں سے بنتی ہے۔

حافظ حسین احمد۔ جناب جنرل سعید قادر صاحب خود کوئٹہ تشریف لے گئے تھے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ لیکن حافظ صاحب' اب سعید قادر صاحب بھی تو یہاں نہیں ہیں ناں۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ حافظ صاحب' جیسے سعید قادر صاحب نے آپ سے بات کی ہے وہ یہاں موجود نہیں ہیں Minister is responsible for this اس نے آپ کو پوری تفصیل دی ہے تو آپ کے پاس اس کا ریکارڈ بھی نہیں ہے۔ وہ انحراف تو نہیں کر رہے۔ کورٹ میں تو پہلے ہی کیس چل رہا ہے۔

حافظ حسین احمد۔ جناب کل کی کارروائی کا ریکارڈ آپ کے پاس ہے' آپ اسے منگوائیں۔ اگر اس میں جنرل سعید قادر کے یہ الفاظ نہ ہوں کہ جناب چلتن گھی مل کے جو حسین احمد کی تحریک التواء ہے ان کے ساتھ ہیں ہم' اور سعید قادر صاحب خود کوئٹہ تشریف لائے تھے۔ مزدوروں نے بھی حوالے کا کہا ہے اس مل کو' اور اسی قیمت پر ہم لینا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد جو

آفیسرز تھے ان کے ساتھ میٹنگ ہوئی تو سعید قادر نے کہا کہ آپ مزدوروں کو سمجھائیں۔ آپ کا مسئلہ میری ذمہ داری پر ہے۔ یہ تمام باتیں ہوئی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ عین موقع پر اس وقت چلتن گھی مل ان کے حوالے کردیا۔

+ (XXXXXXXXXXXXXXXXXX) اس کے بعد اب مزدور بیچارے دس دفعہ آتے ہیں جی یہاں پر اور پندرہ پندرہ دن وہ یہاں بیٹھے رہے 15 آفیسرز---------- + (XXXXXXX)

جناب سرتاج عزیز۔ جناب چیئرمین صاحب، سعید قادر صاحب کے الفاظ کل ہم سب نے سنے تھے۔ انہوں نے یہ بات کہی تھی کہ اس سلسلے میں کمیشن نے افسروں کی پوزیشن کو سپورٹ کیا تھا۔ اس کے باوجود کورٹ نے ان کے خلاف فیصلہ دیا۔ یعنی اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کمیشن نے اپنا فرض پورا نہیں کیا۔ ہم تو گورنمنٹ کی طرف سے یہ بیان کر رہے ہیں کہ پاکستان کی اس میں جو مثال ہے، جس طریقے سے انہوں نے Privatization میں مزدوروں کے حق کو protect کیا ہے، ساری دنیا میں اس کو سپورٹ کیا جارہا ہے اور اس میں ہم نے تمام مزدوروں کے ساتھ معاہدہ کر کے ان کو Golden Shake Hand پورا کیا ہے تمام transfers peacefully کی ہیں اور کسی کیس میں ایسے نہیں ہوا اور اس کے باوجود یہ کہہ رہے ہیں کہ جی مزدوروں کا وہ ہوا ہے اور اس میں جو انہوں نے غلط بیانی کی کہ یہ 10 کروڑ کا جو یونٹ تھا 1 کروڑ میں بیچا گیا۔ ایک ذمہ دار سینیٹر کو اس قسم کا غلط بیان دینا چاہیئے کہاں سے انہوں نے اعداد وہ شمار لئے ہیں---

حافظ حسین احمد۔ محترمہ آپ کوئٹہ میں رہتی ہیں، جس ایریا میں وہ واقع ہے 4 کروڑ کی تو وہ زمین ہے، سریکی روڈ پر جی یعنی کل سعید قادر صاحب نے کہا ہے کہ Privatization Commission خود اس کیس کو کورٹ میں لے جارہی ہے۔ اب یہ تضاد ہے جی۔

میاں عالم علی لالیکا ۔ میں تائید کرتا ہوں جناب کہ سعید قادر صاحب نے کہا تھا۔

(مداخلت)

حافظ حسین احمد۔ یہ باقاعدہ ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں یہ تحریک استحقاق بنتا ہے جی ہمارا۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب اعجاز جتوئی صاحب۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔جناب چیئرمین، محترم سینیٹر نے صحیح اعداد و شمار دینے

(X بحکم چیئرمین صاحب، حذف کی گئی)

ہیں لیکن جو وہاں سے منسٹر صاحب نے کہا ہے میں سمجھتا ہوں ہمارا یہ Privilege Motion بنتا ہے اور سارے ہاؤس کا Breach of Privilege کر رہے ہیں اور ہم یہ لائیں گے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین ۔ تشریف رکھیئے جی ۔ اب جناب متعلق منسٹر نے متعلق allegations کو deny کیا ہے اور انتہائی انتظامی نوعیت کا معاملہ ہے اس لئے میں اس موشن کو out of order declare کرتی ہوں۔

(مداخلت)

حافظ حسین احمد ۔ محترمہ میں اس مسئلے پر واک آؤٹ کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ایوان میں ہمارے صوبے کے حقوق کو پامال کیا جا رہا ہے اور غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ مجھے احترام ہے Chair کے فیصلے کا، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہاں انتہائی غلط بیانی سے کام لیا گیا اور میں اسے چیلنج کرتا ہوں۔ کل اس ایوان میں جنرل سعید قادر نے جو بیان دیا ہے اس کے بالکل خلاف سرتاج عزیز صاحب بیان دے رہے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین ۔حافظ صاحب آپ اس کو دوبارہ لاسکتے ہیں۔ سعید قادر صاحب سب ہوں گے۔

(اس مرحلہ پر حافظ صاحب واک آؤٹ کر گئے)

میڈم ڈپٹی چیئرمین ۔ابھی بھی آپ کی ہے اگر آپ واک آؤٹ کریں گے تو وہ بھی گئی-------- ان کو منا کر لائیں جی۔ لائیں جی حافظ صاحب کو۔

میاں عالم علی لالیکا۔ محترمہ میں گزارش کرتا ہوں کہ معزز ممبر اور محترم وزیر کے درمیان اختلاف ہے جبکہ سیشن کا ریکارڈ ٹیپ ریکارڈر پہ محفوظ ہوتا ہے تو وہ بھی چیلنج کررہے ہیں اور وہ بھی چیلنج کر رہے ہیں۔ یہاں کوئی کشتی کا میدان نہیں ہے۔ وہ چلا کر دیکھ لیں، سچ جھوٹ سامنے آجائے گا۔

(interruption)

میڈم ڈپٹی چیئرمین ۔ آپ سب تشریف رکھیئے جی۔ تشریف رکھیئے جی-----جی حافظ صاحب 57 نمبر۔

iii) RE: ALLEGED SALE OF WAPDA BEARER BONDS OF DIFFERENT TERMS

حافظ حسین احمد ۔ میں تحریک کرتا ہوں کہ درج ذیل اہم قومی مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔ روزنامہ جنگ راولپنڈی 10 جنوری کے مطابق سٹیٹ بنک و وفاقی سرمایہ کاری بانڈز کی فروخت کا دوبارہ جائزہ لے رہی ہے۔ یہ بانڈز تین ، پانچ اور دس سال کی مدت کے ہوں گے اور ان پر بالترتیب13 ، 14 اور 15 فیصد کے حساب سے منافع دیا جائے گا۔ ان کی زیادہ سے زیادہ حد 15 ارب ہوگی۔ بانڈز پر پابندی کے بعد اس کا دوبارہ اجراء انتہائی غلط اقدام ہے اس لئے جاری کارروائی روک کر بحث کی جائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب سرتاج عزیز صاحب آپ اس کی مخالفت کرتے ہیں؟

جناب سرتاج عزیز۔ جی ہاں مخالفت کرتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جی حافظ صاحب مختصراً فرمائیں۔

حافظ حسین احمد ۔ محترمہ! اگرچہ یہ تحریک التواء اخباری خبر پر ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تردید نہیں آئی ہے۔ اس سے پہلے بھی مختلف حیلوں حوالوں سے واپڈا کے اور دوسرے ناموں سے بانڈز نکالے گئے تھے۔ سب سے اہم سوال یہ ہے کہ اگر واقعی اس کے بغیر حکومت نہیں چلائی جاسکتی اور صنعتیں فروخت کرنے کے بعد بھی آپ کے پاس رقم نہیں آتی اور اس طریقے سے مختلف حیلوں بہانوں سے لوگوں کے پیسے آپ لے کر استعمال کرتے ہیں تو میرا سوال یہ تھا کہ اگر یہ بات ہے تو اس سے پہلے جو بانڈز تھے انہیں کیوں ختم کیا گیا؟ اور دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پر کہا گیا ہے منافع دیا جائے گا 15 فیصد، یہ غلط ہے بلکہ یہ سود ہے اور اسلامی جمہوری اتحاد نے جس منشور کی بنیاد پر اسلام کے نام پر ووٹ حاصل کیا ہے قانون کے تحت یہ سود لینا اور دینا حرام ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ضرورت کیوں پیش آئی کہ آپ لوگوں کی جیبوں میں سے 5 ارب روپے لے کر اپنی حکومت کے کاموں میں صرف کرتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اور اس کے مختلف پہلو ہیں۔ اس سے پہلے کہ ہمارے ملک میں جتنے بھی اسکینڈل آئے، ان کا اسی طرح تھا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اسے منظور کیا جائے تاکہ یہ ایوان اس پر مکمل طور پر بحث کرسکے اور یہ طے ہو کہ یہ بانڈز کیوں پہلے جاری کئے گئے تھے اس کے بعد انہیں بند کیوں کیا گیا اور اگر بند کیا گیا تھا تو دوبارہ اس کی ضرورت کیوں پیش آئی۔

تیسری بات یہ ہے کہ جو سود 15 فیصد دیتے ہیں وہ اسلام کے نقطہ نگاہ سے اور پاکستان

کے آئین کے مطابق جو ہے وہ حرام ہے۔ اس کے مطابق وہ جواب دیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب سرتاج عزیز صاحب۔

جناب سرتاج عزیز۔ جناب جیسے میں نے پہلے گزارش کی تھی ' حافظ صاحب نے یہ زحمت گوارہ نہیں کی کہ معلوم کریں کہ یہ بانڈز کون سے ہیں اور Federal Investment Bonds اور Foreign Exchange Bearers Bonds اور Dollar Bearers Bonds میں کیا فرق ہے۔ جن بانڈز پر یہ پابندی کا ذکر کر رہے ہیں وہ Dollar Denominated Foreign Exchange Bonds تھے اور یہ جو Federal Investment Bonds ہیں یہ کافی عرصے سے ' سب سے پہلے یکم اپریل 1991ء سے شروع ہونے تھے اور ان پر کوئی پابندی نہیں ہے اور یہ اس کے بعد ہر quarterly کئی دفعہ آکشن ہو چکے ہیں۔ تو ان کا یہ جو statement ہے کہ بانڈز پر پابندی کے بعد یہ کسی اور بانڈز کی طرف اشارہ ہے اور جن بانڈز کے متعلق خبر ہے وہ اور بانڈز ہیں۔ تو وہ factually ان کی پوزیشن جو ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ یہ recent occurence بھی نہیں ہے۔ اس طرح کے بانڈز جو ہیں وہ ہر پانچ دس سال پر تیسرے مہینے ہم float کرتے ہیں اور دنیا میں کوئی حکومت نہیں ہے جو بانڈز کے ذریعے resources mobilize نہ کرے۔ یہ ایک short term جو مارکیٹ میں surplus funds ہوتے ہیں وہ generate لینے جاتے ہیں۔ کسی سیونگ سکیم میں ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جو پالیسی کے لحاظ سے قابل اعتراض ہو یہ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ Adjournment Motion جو ہے غلط فہمی پر مبنی ہے اور جو Foreign Exchange Bearers Bonds تھے وہ بھی جاری ہیں لیکن دوسرے ملکوں میں ' ہم نے اس کا اجراء جو ہے وہ فی الحال روکا ہوا ہے۔ کیونکہ وہاں سے اجازت وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن یہ جو بانڈز جن کا اس اخبار میں ذکر ہے ' یہ Local Federal Investment Bonds ہیں۔ جو ہر quarterly issue ہوتے ہیں اور جو surplus پیسہ بینکوں کے پاس یا دوسرے اداروں کے پاس ہوتا ہے یہ اس میں invest کرتے ہیں کیونکہ ہر بینک کو ایک minimum amount جو ہے وہ گورنمنٹ کے پاس رکھنا پڑتی ہے۔ یہ اس کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ ایک Normal Financial System ہے۔ اس کے مطابق یہ کام جو ہے مستقل جاری ہے۔ کوئی recent occurence کا واقعہ نہیں ہوا۔ کوئی اس میں۔ اس میں ban ابھی تک کوئی نہیں لگا۔ اس لئے Adjournment Motion کا کوئی جواز نہیں ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب حافظ حسین احمد صاحب ' کیا یہ پریس نہیں کرتے۔

حافظ حسین احمد۔ جی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین ۔ Not pressed ۔ جی ٹائم ختم ہوگیا جی Adjournment Motion کا .....The next is.

جناب میر تاج عزیز۔ وہ میر قادر صاحب کا بیان پڑھ کر سنا دیں جی۔ کون صحیح تھا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب پروفیسر خورشید صاحب on Point of Order جی۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ کل دراصل یہ طے ہوا تھا۔ ہم دراصل دو دن سے یہ جو امریکہ نے پاکستان کو terrorist state کے بارے میں State Department کا بیان آیا ہے ۔ یہ بڑا اہم issue ہے۔ اس کو دو دن سے delay کیا جا رہا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین ۔ جی وہ تو میں نے یہ کہا تھا لیکن جو فارن منسٹر ..... اور کوئی منسٹر تیار نہیں جواب دینے کے لئے۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ فارن منسٹر اگر نہ آئے تو اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ ہم hostage ہیں ان کے ہمیشہ کے لئے۔ ٹھیک ہے وہ ایک اہم کام میں مصروف ہیں۔ لیکن وہ خود آئیں۔ ورنہ کسی کو نمائندہ بنائیں اپنا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین ۔ نہیں یہاں پہ کوئی اور منسٹر بھی یہ responsibility نہیں لے رہا۔ میں نے تو announce کردیا تھا۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ سوال یہ کہ دیکھئے اس معاملے میں جو قاعدہ رہا ہے وہ یہ ہے کہ فارن آفس ایک جواب ڈرافٹ کرتا ہے۔ جسے منسٹر پڑھ کے سناتا ہے۔ اگر وہ خود نہیں آسکتے ہیں تو ان کے behalf پر Senior Minister یہاں موجود ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین ۔ یہی جی میں نے سارے منسٹروں سے کہا کہ اس کو کون handle کر رہا ہے۔ کوئی تیار نہیں کہ منسٹر صاحب------

پروفیسر خورشید احمد ۔یہ تو ایک عجیب situation ہے۔ یعنی اس کو پارلیمنٹ میں------

میڈم ڈپٹی چیئرمین ۔ آپ نوٹس revive کردیں اور کیا ہوسکتا ہے کیونکہ یہاں میں نے request کی تھی کہ کون اس کو handle کرے گا۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ دیکھیں ناں آج ہاؤس prorogue ہو رہا ہے۔ اس لئے میں چاہوں گا پھر کہ ہماری یہ جو Adjournment Motion ہے یہ alive رہے۔ اس کو دوبارہ نوٹس کی

ضرورت نہ ہو۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔دیکھیں اب آپ revive کریں گے تو alive رہے گا۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ revive نہیں ہوتی اس طرح جی Adjournment Motion نہیں ہوتی اس لئے کہ اس کو آپ کو first opportunity میں raise کرنا ہوتا ہے' time lapse جو ہے اس کی بنا پر Adjournment Motion--------

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔نوٹس lapse ہوجاتا ہے۔ اس کے لئے آپ کو دوبارہ sign کرنا ہوگا۔

پروفیسر خورشید احمد۔دیکھیئے دو الگ الگ چیزیں ہیں پہلی چیز ہے یہ questions--- ------question میں ہم دوبارہ sign کرکے بھیج سکتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔جی جی۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ Privilege Motion اسے ہم بھیج سکتے ہیں۔ لیکن Adjournment Motion کے لئے condition یہ ہے کہ'

It should be raised at the first available opportunity.

اور ٹائم lapse اگر ہوجاتا ہے تو صرف اس بنیاد پر وہ infructuous ہوجاتی ہے۔ تو یہ اس سے پہلے بھی یہ ہوا جب ایسی situation بنی تو پھر چیئرمین نے ان Adjournment Motions کو alive رکھا ہے تاکہ fresh notice کے بغیر it would be entertained in the next session.

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ پروفیسر صاحب یہ کرسکتے ہیں لیکن اب تو ٹائم ہی ختم ہوگیا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد۔ یا اسے admit کرلیجئے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔اسے آپ move کردیں' اس کو ہم علیحدہ لے لیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد ۔میں اسے move کردیتا ہوں اور آپ اس پر discussion pending کردیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔پھر آپ اسے move کردیں تاکہ پھر اسے alive رکھا جاسکے۔

پروفیسر خورشید احمد ۔میں اسے move کردیتا ہوں اور اس پر آپ discussion pending رکھ لیں۔ اس طرح یہ move ہوجائے گی' یہ agenda کا حصہ بن جائے گی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ ٹھیک ہے ی۔ نمبر 38۔

iv) RE: STATEMENT ABOUT DECLARING PAKISTAN AS A TERRORIST STATE

پروفیسر خورشید احمد۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم:

It has been reported in the daily 'The News' of todate (10-1-1993) that the U.S. State Department has isued a statement answering a question during a briefing about Pakistan's designation as a 'terrorist state' under section 6(j) of the Export Administration Act. The statement says -

"While we are concerned about continuing reports of Pakistan support for Kashmiris and Sikh militants who commit terrorist acts in India, the Secretary determined that the available information did not warrant a finding that Pakistan has repeatedly provided support for acts of international terrorism."

This statement equates the status of the National Liberation Movement in Kashmir with the Sikhs militants of Indian Punjab. Undoubtedly Kashmir remains a disputed territory and the Government of United States has again and again, including the recent statement by its Ambassador in Pakistan, always held that Kashmir is a disputed territory to be resolved between India and Pakistan according to the UN Resolutions and Simla Agreement.

The effort to equate Kashmir and Punjab situation in this statement of the State Department falsify of Pakistan and, if it represents a departure in the U.S. policy, it would have serious consequences for the geo-politic situation in the sub-continent.

This is a matter of urgent national concern and is also of recent occurrence. I, therefore beg to move that the normal business of the House be suspended to discuss this issue.

اب اسے آپ on agenda لے لیں اور اس پر بحث ہو ہے اور گورنمنٹ کی response جو ہے وہ اگلے سیشن پر لے لیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ اشتیاق اظہر صاحب' یہی آپ کی ہے' اسے بھی move کریں۔

سید اشتیاق اظہر۔ میں اس ایوان کی توجہ اخبار نیوز مورخہ 27 دسمبر 1992ء کی اس خبر کے تراشے کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں جس کےمطابق پاکستان کو ایک دہشت پسند ملک قرار دیا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین یہ ایک ایسا فوری اور اہم نوعیت کا مسئلہ ہے کہ اگر واقعی اس ناپاک سازش کو عملی جامہ پہنا دیا گیا تو اس کے وہ منفی اثرات سارے ملک پر مرتب ہو جائیں گے کہ جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور یہ ملک کی سالمیت' ترقی اور استحکام کے منافی ہو گا۔

میں جناب چیئرمین' آپ سے درخواست کروں گا کہ اس فوری اور اہم نوعیت کے مسئلہ پر ایوان کی کارروائی فوری طور پر روک کر بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ۔ حافظ حسین احمد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر۔

حافظ حسین احمد۔ محترمہ' ہماری دو تحاریک ہیں' ایک تو سید غوث علی شاہ صاحب سے متعلق ہے اور دوسری-----

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔اب تو ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

حافظ حسین احمد۔اگر میں یہ پڑھ دوں------

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔نہیں جی' اب تو ٹائم ختم ہوگیا ہے۔ آپ اسے اگلی دفعہ پر پیش کردیں۔ جہاں تک ان کی تحریک کا تعلق ہےوہ تو ایجنڈے پر آئی ہوئی تھی۔ ورنہ مجھے تو آپ کی تحریک پر کوئی اعتراض نہیں۔ میں نے پہلے بھی آپ کو 41 نمبر پیش کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ جناب منظور گچکی صاحب اب تحاریک التواء پیش کرنے کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب منظور احمد گچکی۔ محترمہ' under Rule 63-67 ' اگر ہاؤس میں کوئی Privilege Breach ہو' تو یہ ہاؤس کے ممبران کا استحقاق بنتا ہے--- یہ کہ کچھ اراکین تو move کریں اور کچھ کو نہ کرنے دیا جائے۔ ہم نے آپ کو ایک تحریک استحقاق دی ہے کہ چلتن گھی مل کے معاملے میں کہ حافظ حسین احمد کی تحریک التواء پر----

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جی' مجھے مل چکا ہے۔ لیکن گچکی صاحب' میری بات سنیں۔

جناب منظور احمد گچکی۔ حافظ حسین احمد کی تحریک التواء پر وزیر خزانہ نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ آپ میری بات سنیں' آپ بات تو سن نہیں رہے ہیں۔ اب آپ جو استحقاق مجروح کر رہے ہیں... میں آپ سے بات کر رہی ہوں۔ آپ نے یہ دے دیا ہے اور میں یہ دیکھ رہی ہوں۔ میں اس سے انکار نہیں کر رہی ہوں۔ صرف یہ کہہ رہی ہوں کہ تحاریک التواء کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب منظور احمد گچکی۔یہ تحریک التواءنہیں ہے یہ Privilege Motion ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ Privilege Motion کا بھی وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب منظور احمد گچکی۔جی قواعد کے تحت ہم یہ پیش کر سکتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔میں صرف اسے examine کرنا چاہتی ہوں اور میں نے کل کے اجلاس کی ساری رپورٹ بھی منگوائی ہے۔

جناب منظور احمد گچکی۔ کب examine کریں گے' ہاؤس کا وقت تو ختم ہو رہا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ ابھی تو ویسے بھی پیش نہیں ہوسکتا ہے۔ جی' آج تو نہیں ہو سکتا ہے۔

جناب منظور احمد گچکی۔یہ قواعد کے تحت ہے' یا تو پھر آپ کہہ دیں کہ رولز غلط ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔منظور صاحب' اسے examine بھی کرنا ہے' جنرل سعید قادر صاحب کی statement جو ہے' اس کو لگایا ہوا ہے۔ جو statement وغیرہ ہے' اس کو بھی ہم نے examine کرنا ہے۔ اب ذرا اتنا تو دیکھیں اس spot پر تو نہیں ہوسکتا۔ اسے examine کرنا ہے اور سعید قادر صاحب کی statement بھی دیکھنی ہے۔

خواجہ محمد آصف۔ محترمہ چیئرمین صاحبہ' ہاؤس میں اور بھی بزنس ہے' یہی ایک business تو نہیں رہ گیا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔سرتاج عزیز صاحب' آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

جناب سرتاج عزیز۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ آپ وہ statement سعید قادر صاحب کو دکھا دیں تو معلوم ہو جائے گا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ وہ مجھے دیکھنے تو دیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ اور اگر میرا بیان صحیح تھا تو پھر House اس کا نوٹس notice لے کر پھر جس ممبر نے accuse کیا ہے اس کا بھی----

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں جی مجھے examine کرنے دیں۔ جتوئی صاحب please آپ تشریف رکھیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صرف Privilege Motion پڑھنے دیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ آپ ذرا ٹھہریں۔ مجھے پوری statement وغیرہ دیکھنے دیں۔ اعجاز علی جتوئی صاحب جی یہ اگلی Item No.3 خواجہ آصف۔ یہ discussion تو ان کی ہو چکی۔ منسٹر صاحب کون تھے؟ رانا نذیر احمد صاحب۔ یہ Item No 3 پر discussion ختم ہو چکی ہے اب آپ کی Minister for Population کی Statement۔ جناب خواجہ آصف صاحب جی۔

FURTHER DISCUSSION ON THE ADJOURMENT MOTION

RE: INCREASE IN POPULATION

خواجہ محمد آصف۔ میں mover ہوں جی اس Resolution کا تو مختصراً دو چار باتیں conclusion پر کہنا چاہوں گا۔ چند ماہ پہلے یہ resolution میں نے House میں move کیا تھا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ آپ اس پر debate تو کر چکے ہیں۔

خواجہ محمد آصف۔ میں نے move کرتے وقت کی تھی۔ میں ایک conclusion پر چند باتیں کہنا چاہوں گا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ conclusion پہ آپ کیسے کرسکتے ہیں خواجہ آصف صاحب آپ تشریف رکھیں۔ You can't be وہ منسٹر صاحب کو آپ کرنے دیں اور کوئی بولنا چاہے تو اس پر آپ تشریف رکھیں۔ رانا نذیر صاحب جی۔

رانا نذیر احمد خان۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترمہ چیئرمین صاحبہ میرا خیال ہے کہ ایک بجے یہ session ختم ہوجانا ہے اورجو مجھے sum up کرنا ہے اس میں مجھے زیادہ وقت کی

ضرورت ہے۔ میری گزارش ہے کہ اذان کے بعد۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب منظور احمد گچکی۔ یہ تو House چھوڑ کر نکل گئے۔ آپ نے اسکو موقع دے دیا کہ وہ نکل جائیں جی۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ وزیر صاحب ویسے ہی دو گھنٹے لگائیں گے اس کے wind up میں تو ہم بیٹھے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ میں نے tape اور record سارا منگوانا ہے۔ مجھے پتہ ہے کہ کیا ہونا ہے۔ میں آپ سے زیادہ concerned ہوں اس معاملےمیں، آپ سے زیادہ میں concerned ہوں اپنے صوبے کے ساتھ اس لئے آپ ذرا بیٹھیں۔ میں نے ذرا record چیک کرنا ہے۔ میں نے tape اور سب کچھ منگوانا ہے۔

رانا نذیر احمد خان۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: میں سب سے پہلے اس ایوان کا اور بالخصوص جناب خواجہ آصف صاحب کا بڑا مشکور ہوں کہ انہوں نے اتنے اہم قومی مسئلے کی طرف توجہ دلائی اور اس ایوان کا شکرگزار ہوں کہ اس ایوان کے معزز اراکین نے اس اہم قومی مسئلے کوجو اس وقت ہمارے لئے سب سے اہم ہے، اس پر اپنا اظہار خیال فرمایا۔ میں ان ممبران کا بہت مشکور ہوں کہ جنہوں نے اس قومی پروگرام کی support فرمائی اور ان کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے اس میں ہماری کوتاہیوں کی تلخ نشاندہی فرمائی اوران کا بھی ممنون ہوں کہ جنہوں نے اس کی مخالفت میں بھی اپنا اظہار خیال کیا۔ میں جناب فصیح اقبال صاحب اور بہرہ ورسعید صاحب، سید مزمل شاہ صاحب اور جناب سید اقبال حیدر صاحب اور ان کے ساتھ جناب عبداللہ صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس قومی پروگرام کی حمایت اور تائید فرمائی اور میں ان ممبران کا بھی مشکور ہوں جو کہ ڈاکٹر ریحان صاحب ہیں اور جناب پروفیسر خورشید صاحب اورجناب حافظ حسین احمد صاحب جنہوں نے اس پر تنقید فرمائی۔

آج ہمارے لئے سب سے اہم مسئلہ اس ملک کی تیزی سے بڑھتی ہوئی شرح اضافہ آبادی ہے جو کہ ہمارے لئے آج سب سے بڑا challenge ہے اور یہ Parliament جو کہ پاکستان کے عوام کی سوچوں کی عکاس ہے، پاکستان کے مسائل حل کرنے کے لئے سب سے بڑی ذمہ داری اسParliament پر ہے اوراس اہم قومی مسئلے پر جس انداز سے بحث ہوئی ہے میں ان سب کا شکر گزار ہوں یہ اہم مسئلہ ہمارے لئے اس لئے ہے کہ پاکستان کی آبادی دنیا کے تمام ملکوں میں کہ جن کی آبادی کا حجم پاکستان کے برابر

ہے سب سے زیادہ شرح اضافہ آبادی پاکستان کا ہے۔ پاکستان وہ ملک ہے کہ جس کی آبادی میں شرح اضافہ جو ہے وہ اس Asia Pacific میں سب سے زیادہ ہے۔ پاکستان وہ ملک ہے' یہ جو مغربی پاکستان جس کی آبادی کو اگر 1950ء میں دیکھا جائے' جو کہ اس وقت ہمارا پاکستان ہے' تو اس وقت ہم 3 کروڑ 34 لاکھ تھے اور اس طرح دنیا کا آبادی کے لحاظ سے 14 واں ملک تھے اور آج ہم نے آبادی میں اس قدر تیزی سے اضافہ کیا ہے کہ اس وقت ہم دنیا کا آٹھواں آبادی کے لحاظ سے ملک ہیں۔ 1950ء میں یا 1965ء میں ہم Human Development Index کے لحاظ سے 60 سے 70 کے درمیان آگئے تھے اور اس وقت ہم 120 واں ملک ہیں۔ Human Development Index کے لحاظ سے۔ پاکستان کی اس وقت GDP 64 ہے جو کہ دنیا کا پانچواں ملک ہے اور پانچویں نمبر پر آیا ہے لیکن ہم نے جو سہولتیں اور آسائشیں مہیا کی ہوئی ہیں اپنی عوام کو اور جو روزگار میسر ہے وہ دنیا کے 120 ویں ملک پر آتے ہیں۔ یعنی 119 ملک ہم سے ترقی میں زیادہ اور سہولتوں میں زیادہ ہیں۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ ہم نے صرف سب سے زیادہ آبادی میں ترقی کی ہے جیسا کہ میں گوشوارہ محترم اراکین پارلیمنٹ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے میں نے عرض کیا کہ 1950ء میں ہم 14واں ملک تھے آبادی کے لحاظ سے اور ہم سے انڈیا' چین' روس' امریکہ' جاپان' انڈونیشیا' برازیل' برطانیہ' جرمنی' اٹلی' بنگلہ دیش' فرانس اور نائجیریا ہم سے آبادی میں زیادہ بڑے تھے۔ 1963ء میں ہم نے نائجیریا کو کراس کیا۔ نائجیریا کی آبادی سے ہم آگے چلے گئے۔ 1965 میں ہم نے فرانس کی آبادی کو پیچھے چھوڑا اور اس کی آبادی سے بھی زیادہ ہو گئے۔ 1967ء میں ہم گیارہویں نمبر پر آگئے اور ہم نے اٹلی کی آبادی کو کراس کیا اور 1969ء میں ہم برطانیہ کی آبادی کو کراس کر کے دسویں نمبر پر آگئے اور 1971ء میں ہم نے جرمنی کی آبادی کو پیچھے چھوڑا اور اس کو کراس کرکے نویں نمبر پر آگئے اور پچھلا سال جو گزرا ہے ہم نے آبادی میں بنگلہ دیش کو بھی کراس کرلیا ہے جب کہ یہ ایک بڑا ہی گھمبیر مسئلہ ہے۔ میں چاہوں گا یہاں اپنے محترم اور معزز اراکین کہ یہ غور طلب بات ہے کہ 1950ء میں مشرقی پاکستان جو اب بنگلہ دیش ہے اس کی آبادی 5 کروڑ کے قریب تھی جب کہ مغربی پاکستان کی آبادی تین کروڑ چونتیس لاکھ کے قریب تھی اور ہم نے اس دوران میں پاکستان کا وہ حصہ جو مشرقی پاکستان تھا اور یہ مغربی پاکستان تھا۔ مغربی پاکستان کی آبادی پچھلے سال مشرقی پاکستان سے بھی کراس کر گئی ہے اور اگر اسی طرح ہم نے اس بڑھتی ہوئی آبادی کے بارے میں شرح اضافہ آبادی میں ہم نے غور نہ کیا' اس ایوان نے غور نہ فرمایا تو پھر اسی طرح ہماری آبادی بڑھتی گئی تو 1995ء میں ہم جاپان سے آگے گزر جائیں گے۔ یعنی جاپان وہ ملک ہے جسکی آبادی 1950ء میں آٹھ کروڑ تھی اور پاکستان جو اس وقت مغربی پاکستان تھا اس کی آبادی سوا تین کروڑ تھی اور ہم 1995ء میں اس آبادی کو بھی کراس کر جائیں گے جو کہ ہم سے تین گنا بڑی تھی اور اسی طرح اگر اس شرح اضافہ آبادی کو ہم نے چیک نہ کیا تو

2004ء میں ہم روس سے بھی آبادی میں بڑا ملک ہو جائیں گے اور 2018ء میں ہم برازیل کو بھی کراس کر جائیں گے اور 2025ء میں ہم دنیا کا چوتھا ملک بن جائیں گے اور ہم انڈونیشیا کی آبادی کو بھی کراس کر جائیں گے یعنی وہ ملک جس کی آبادی 1950ء میں تقریباً دس کروڑ کے قریب تھی اور مغربی پاکستان جو اس وقت پاکستان ہے اس کی آبادی تین کروڑ اور کچھ تھی تو اس سے بھی بڑھ جائے گی تو اس طرح سے یہ ایک ایسا گھمبیر مسئلہ ہے جس کی طرف پوری قوم کی توجہ چاہئے۔ یہ وہ ملک ہے جس کے لئے والے محرومیوں کا شکار ہیں۔ یہ وہ ملک ہے جس کی آبادی میں 35 لاکھ سالانہ اضافہ ہو رہا ہے یعنی دوسری طرف ہم سنگاپور کے ڈیڑھ ملک کے برابر ہر سال آبادی میں اضافہ کر رہے ہیں۔ اگر ہم ایک مسلمان ملک کی مثال لیں تو اردن کی آبادی چالیس سے پینتالیس لاکھ کے قریب ہے۔ اس طرح ایک اردن کا ملک اپنے ملک میں ہم پیدا کر رہے ہیں اور جیسا کہ ہمارے وسائل ہیں ان کے اوپر یہ بہت بڑا بوجھ ہے۔ اگر ہم اس پر غور فرمائیں کہ آج ہماری آبادی کو کیا سہولتیں میسر ہیں اور اس بڑھتی ہوئی آبادی نے ہمیں کن کن نقصانات سے دو چار کیا ہے۔ آج اس وقت پاکستان کی ساڑھے بارہ کروڑ آبادی میں سے پانچ کروڑ کے قریب وہ لوگ ہیں جن کو کہ صحت کی سہولت میسر نہیں ہے نو کروڑ کے قریب وہ لوگ ہیں جس کو کہ صاف پینے کا پانی میسر نہیں ہے۔ پانچ کروڑ ہمارے نوجوان ناخواندہ ہیں اور جو بیروزگاری کا عالم ہے وہ آپ سب کے سامنے ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ پاکستان کے عوام نے، پاکستان کے کاشتکاروں نے، پاکستان کے سائنسدانوں نے ترقی نہیں کی ہے۔ پاکستان کے سائنسدانوں نے، کسانوں نے، یہاں محترم وزیر خوراک تشریف رکھتے ہیں، 1950ء میں ہماری پیداوار تین ملین ٹن کے قریب گندم تھی، آج اس وقت پاکستان کے کاشتکاروں نے، حکومت نے جو incentives دیئے ہوئے ہیں ان کو مد نظر رکھتے ہوئے چودہ ملین ٹن گندم پیدا کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی ہم باہر سے گندم منگواتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جتنی ہم نے آبادی بڑھائی ہے، دنیا نے اپنی آبادی کو روکا ہے اور پیداوار بڑھائی ہے اور انڈونیشیا جیسا ملک جو کہ ایک وقت گندم درآمد کرتا تھا لیکن اب انہوں نے اپنی آبادی کو کنٹرول کیا۔ اس وقت اپنی ضرورت سے زائد وہ برآمد کر رہے ہیں اور اگر پاکستان کی آبادی بھی انڈونیشیا کی طرح جو کہ ہمارا مسلمانوں کا سب سے بڑا ملک ہے، اس کے تحت بڑھتی تو آج ہم بھی گندم اپنے ملک میں درآمد کرنے کی بجائے برآمد کر رہے ہوتے۔

میں گزارش کروں کہ اگر ہماری آبادی اسی طرح بڑھتی رہی تو 6 سال کے بعد ہم اس ملک سے چاول جو اس وقت ہم برآمد کر رہے ہیں وہ ہماری آبادی کے لئے ہی کافی ہوگا اور ہم اس کی برآمد نہیں کر سکیں گے۔ تو اس لئے پاکستان یہ چاہتا ہے کہ دنیا کی ترقی کے ساتھ شامل ہو اور جو ہمارے سائنسدانوں نے، ہمارے محنت کشوں نے، ہمارے کسانوں نے جو ترقی حاصل کی ہے جیسا کہ

(GDP growth) میں نے ابھی عرض کیاہے کہ 6.4 ہے جو کہ دنیا میں پانچویں نمبر پر ہے لیکن جتنا ہم کماتے ہیں آبادی کا اضافہ بے تحاشہ ہے اور وہ اس سے زیادہ اس کے اوپر صرف ہو جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہماری حالت یہ ہے کہ جیسے ایک ریل کا انجن ہے' اس کی ہارس پاور سو ہے' اس کے پیچھے دس ڈبے لگے ہوئے ہیں اور ہمارے انجینئر محنت کرکے اس کی capacity کو بڑھاتے ہیں کہ ہم اپنی ترقی کی منزل کو جلدی حاصل کریں اور اس کے پیچھے چار ڈبے اور وزن کے زیادہ لگ جاتے ہیں اور جس وجہ سے ہماری ترقی کی رفتار اور زیادہ پیچھے آجاتی ہے۔ آج اس وقت ہمارے لیئے اہم ترین قومی مسئلہ' اس کے لیئے میں حزب مخالف کو بھی دعوت دوں گا اور ہماری حکومت جو ہے وہ اس وقت اس کے بارے میں پوری سنجیدگی سے committed ہے کہ ہم نے اپنے ملک کو یہ شعور دینا ہے۔ اپنے ملک کے جو مسائل ہیں ان کو حل کرنا ہے اور حل کرنے کے لئے علمائے کرام کو اعتماد میں لینا ہے۔ ان سے رہنمائی لینی ہے۔ اراکین پارلیمنٹ کی رائے کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس پروگرام کو آگے لے کر چلنا ہے اور جس طرح دنیا ترقی کی دوڑ میں آگے سے آگے نکلنا چاہتی ہے تو پاکستان کی بھی خواہش ہے کہ ہم اپنی خود انحصاری کی منزل حاصل کریں۔ ہم بیرونی قرضوں پر انحصار نہ کریں۔ ہم لوگوں کی ہاتھوں کی طرف نہ دیکھیں اور یہ تب ہی ممکن ہوگا کہ ہم ہرقسم کی پلاننگ کریں۔ ہم اپنی آبادی کی منصوبہ بندی کریں۔ ہم اپنے جو وسائل ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو زیادہ سے زیادہ کام میں لا کر اپنے ملک کو خوشحالی کی راہ پر گامزن کریں اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جس طرح دنیا نے آبادی پر کنٹرول کرکے کی ہے۔

پاکستان بننے سے پہلے یہ خطہ امیر ترین خطہ تھا اور اس وقت یہاں کی آبادی کی جو شرح اضافہ تھی وہ 1.8 تھی۔ 1947ء میں اس خطہ میں آبادی کی شرح اضافہ 1.8 تھی جو کہ آج 2.9 کے قریب ہے۔ اس وقت موجودہ حکومت پوری طرح سے committed ہے۔ موجودہ حکومت سے پہلے صرف دیہاتوں میں پانچ فیصد عوام کو سہولت میسر تھی جو کہ آئندہ آٹھویں پانچ سالہ منصوبے میں ہم نے مالیات کو بھی بڑھایا ہے جو کہ 3.5 بلین تھا۔ اب ہم نے اس کی allocation کو بڑھا کر 9.8 بلین پاکستانی روپیہ کےبرابر اس کا حجم کیا ہے اور جو پانچ فیصد اس وقت دیہاتوں میں service delivery کا نظام ہے اس کو بڑھا کر ہم 70 فیصد کرنا چاہتے ہیں اور شہروں میں جو کہ اس وقت 60 فیصد ہے شہری آبادی کے لیئے اس کو 100 فیصد کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ہمارا object ہے اور موجودہ حکومت پوری طرح اس کے بارے میں باخبر ہے اس پروگرام کے لیئے ایک awareness کی تحریک چلائی ہوئی ہے اور دیہاتیوں کو جھونپڑی سے لے کر شہر کے محل تک ہم پاکستان کے عوام کو یہ شعور دے رہے ہیں کہ ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کے کیا کیا ہمارے لیئے نقصانات ہیں اور کیا

کیا اس کے اثرات ہیں اور جس طرح کہ ساری دنیا کے ممالک نے اپنی آبادی کی منصوبہ بندی کی ہے اگر ہم بھی اپنی آبادی کی منصوبہ بندی کریں تو پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قدرتی ذرائع سے مالا مال کیا ہوا ہے کہ پاکستان خدا کے فضل سے ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہو سکتا ہے اور جب تک ہم پوری قوم کو سنجیدگی سے اپنے ساتھ لے کر نہیں چلتے اس وقت یہ ترقی اور خوشحالی کے جو خواب ہیں وہ شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتے اور اس لئے جنابہ چیئرمین صاحبہ' میں آپ سے گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ ہمارا object کیا ہے۔ آئندہ آٹھویں پانچ سالہ منصوبے میں ہمارا object یہ ہے کہ اس وقت جو سی پی آر کا ریٹ 14 فیصد ہے ۔ سی پی آر ریٹ (Contraceptive Plaverous Rate) ہے اس کو ہم نے بڑھا کر 24.4 فیصد کرنا ہے اور ہم total fertility rate جو کہ 5.97 ہے اس کو گھٹا کر ہم نے 5.4 کرنا ہے اور ہم نے سی پی آر کے ریٹ کو 39 سے کم کرکے 35 کرنا ہے اور اس طرح سے ہمارا یہ جو پروگرام ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ جو rate of growth ہے اس کو تھوڑا سا نیچے لایا جانے اور ہمارا یہ ٹارگٹ ہے کہ اس وقت جو ہماری شرح اضافہ آبادی ہے 2. 9 ہے' اس کو ہم نے کم کرکے 2.6 کرنا ہے حالانکہ ہمارا ہمسایہ ملک جو کہ انڈیا ہے اس وقت وہاں 2.1 ہے۔ بنگلہ دیش جو کہ ہمارا بازو تھا' ہمارا حصہ تھا' وہاں اس وقت جو ریٹ ہے وہ 2.1 ہے۔ وہ بھی ہم سے آگے نکل گئے ہیں اور انڈونیشیا جو کہ ہمارے مسلمانوں کا سب سے بڑا ملک ہے وہاں اس وقت شرح اضافہ آبادی 1.7 ہے اور یہ بات میں ایوان کو ضرور عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک وقت تھا کہ انڈونیشیا سے وہاں کی حکومت کے نمائندے یہاں پاکستان میں آبادی کی منصوبہ بندی کے پروگرام کا جائزہ لینے آتے تھے اور پاکستان کے پروگرام کو لے کر انہوں نے وہاں اپنے ملک میں اس پر عملدر آمد کیا اور ابھی پچھلے مہینے' کچھ معزز سینیٹر بھی میرے ساتھ تھے۔ اور بھی ہمارے ممبران پارلیمنٹ تھے' صوبائی اسمبلیوں کے ارکان تھے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو وہ ہمیں بتا رہے تھے کہ یہ پروگرام وہ ہے جو ہم آپ کے ملک سے لائے ہیں اور اس وقت جب انہوں نے یہ پروگرام شروع کیا' اس وقت ان کی افراط زر کی شرح 4.5 تھی اور اس وقت ان کے ملک کی غربت کی لائن سے نیچے رہنے والی آبادی کی تعداد 30 فیصد تھی جو کہ آج پاکستان کی ہے کہ پاکستان میں غربت سے نیچے رہنے والے عوام 30 فیصد ہیں۔ اس وقت انڈونیشیا میں اس پروگرام پر عملدر آمد کرتے ہوئے وہ Take Of Position پر پہنچ چکے ہیں۔ اس وقت بنگلہ دیش میں افراط زر 0.56 ہے اور اس وقت انڈونیشیا میں کوئی بھی غربت کی لائن سے نیچے زندگی نہیں گزار رہا۔

(اس مرحلہ پر ظہر کی اذان ہوئی)

POINT OF ORDER RE: WALK OUT OF THE PRESS REPORTER

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جی جناب حافظ حسین احمد صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

حافظ حسین احمد۔ جب تک وزیر موصوف ذرا دم لے لیں، میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک نہایت ہی اہم مسئلہ ہے، اس کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ مسئلہ یہ کہ جب سے یہ حکومت بنی ہے، صحافت پر کچھ زیادہ ہی نظر کرم ہے اور وہ ہمیں بھی شرمندہ کر رہے ہیں، اتنے واک آؤٹ وہ کرتے ہیں جتنے ہم نہیں کرتے ہیں۔ کبھی غداری کا مقدمہ ہے تو کبھی توہین عدالت کا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے کچھ صحافیوں کو بھی گرفتار کیا گیا ہے، سید بدرالزمان ہیں، وہ خبریں کے سوات ڈسٹرکٹ کے رپورٹر ہیں۔ اسی طرح روزنامہ بشارت کے عثور خان عادل ہیں، ان کا قصور یہ ہے کہ کہ انہوں نے کچھ غیرفطری جرائم جس میں ایک ایکسٹرا کمیشنرز، کچھ آفیسرز اور کچھ انجینئرز تھے، ان کو انہوں نے بے نقاب کیا تھا، اس کی پاداش میں انہیں گرفتار کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے سٹینڈنگ کمیٹی کے فصیح اقبال صاحب آج نہیں ہیں، اس سے پہلے انہوں نے واک آؤٹ بھی کیا، ہمیں اطلاع بھی نہیں، کیونکہ ہم انہیں نظر نہیں آتے، وہ ہمیں نظر نہیں آتے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس مسئلے کو جو ہمارے......

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ میں درخواست کرتی ہوں ان کے ساتھیوں سے کہ وہ ان کو لے آئیں۔

حافظ حسین احمد۔ نہیں جی جن کو گرفتار کیا گیا ہے، روزانہ کسی نہ کسی طریقے سے ان کو ہراساں کیا جارہا ہے۔ بہرحال اس پر آپ ذرا اس کا نوٹس لیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جی ضرور میں اطلاع کردیتی ہوں۔ جی جناب بریگیڈیئر صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

Malik Muhammad Hayat: In my submission, I ment those newspaper correspondents who write wrong stories or in correct stories, not all the press. I think there is no need for all the press to boycott, because I did not say that the entire press is bad. It is only few people who put incorrect stories against the Parliamentarians.

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جی جناب رانا نذیر صاحب آپ وائنڈ اپ کریں۔

رانا نذیر احمد خان۔ میری گزارش ہے کہ اس کو اگلے اجلاس میں نہ لے جائیں' یہ بہت اہم معاملہ ہے' میں چاہتا ہوں کہ سارے facts and figures دے دینے جائیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں آپ وائنڈ اپ کریں جی۔ شکر کریں کوئی ایک کام تو ختم ہونے والا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ میری گزارش ہے کہ نماز کے بعد ہمیں دوبارہ آنا چاہیئے جی' اور بھی کئی اہم تحاریک رہتی ہیں' قراردادیں رہتی ہیں جناب۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جی یہ وائنڈ اپ کر رہے ہیں جی۔ جی آپ اسےختم تو ہونے دیں' تشریف رکھیں۔

رانا نذیر احمد خان۔ جناب چیئرمین صاحبہ' میں ابھی گزارش کررہا تھا کہ پاکستان کی جو شرح اضافہ آبادی ہے اگر اس کی شرح 1.8 فیصد جو کہ 1950ء اور قیام پاکستان کے وقت یا اس سے قبل تھی' اگر یہ شرح برقرار رہتی اور یہ شرح 1.8 سے بڑھ کر 2.9 یا 3.1 نہ ہوتی تو اس وقت ہماری جو آبادی تھی وہ 6 اور 7 کروڑ کے درمیان ہوتی تھی اور اگر پاکستان کی آبادی اس وقت ان حدود میں ہوتی تو ایک عام اندازے کے مطابق ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ پاکستان میں اس وقت جو کہ 80 ملین میٹرک ٹن گندم save ہوتی تھی' اگر اسی طرح ہماری آبادی بڑھتی تو 11 ملین میٹرک ٹن چاول کی saving جو کہ اربوں اور کھربوں روپے کی ہماری مالیت ہوتی اور آج جو ہم edible oil' چائے اور پٹرول جو ہم باہر سے درآمد کر رہے ہیں تو اس کا تیسرا حصہ جو ہے وہ اس وقت ہم منگوارہے ہوتے اور اس کے اوپر بھی نیشنل اکانومی میں کم سے کم بوجھ پڑتا اور ہم ایک خوشحال قوم ہوتے اور اس وقت ہم اپنی آبادی کے 55 فیصد کی بجائے 85 فیصد لوگوں کو ہم safe drinking water مہیا کر رہے ہوتے اور ہمارے ہاں پرائمری تعلیم جو ہے وہ سو فیصد ہوتی۔ اور اس ملک میں literacy rate اس وقت 30 فیصد ہے' ہم 100 فیصد کو چھو رہے ہوتے۔ اور آج ہماری آبادی کی جو فی کس آمدنی دس ہزار روپے سالانہ ہے اس کی بجائے30 ہزار سے 40 ہزار تک ہماری فی کس آمدنی ہوتی جو کہ اللہ کے فضل سے ایک خوشحال ملک کے لئے ایک تصور کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر ہم اسی طرح جس طرح سے آج ہماری اس آبادی کا اضافہ ہو رہا ہے' اگر ہم نے اس کو چیک نہ کیا اور اس پر ہم نے پوری concentration نہ کی اور پوری قوم کو اعتماد میں نہ لیا ہوتا جو کہ اب

ہم لے رہے ہیں اور اگر ہم اس کو نظرانداز کرتے تو اس کے بہت گھمبیر نتائج نکلتے۔ اس لئے اس کو اہم ترین مسئلہ سمجھتے ہوئے موجودہ حکومت نے اس پر پوری توجہ دی ہے اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہم نے object مقرر کیا ہے اور اسی طرح ہم اس بڑھتی ہوئی آبادی کو اور ہم نے دنیا کی آبادی کے ساتھ اپنے آپ کو متوازن نہ کیا یا اس کو کم نہ کیا تو پھر ہم اس وقت 1990ء میں 3.5 ملین ٹن جو ہے چاول اس کی ہمیں ضرورت ہے، جبکہ ہمیں اس کی ضرورت 2000ء 7 ملین ٹن جو ہے وہ ہو جائے گی اور وہ اس وقت ہماری ٹوٹل پیداوار نہیں ہے اور جیسا میں نے عرض کیا کہ سات سال کے بعد اگر اسی طرح ہماری آبادی میں اضافہ ہوتا رہا تو ہم چاول کو برآمد کرنے کی بجائے ہمیں اس کی درآمد کرنا پڑے گی۔

اور جو اس وقت لوڈشیڈنگ کی حالت ہے پورے اپنے قدرتی وسائل کو استعمال کرنے کے باوجود، وہ ہمارے سامنے ہے اور GNP Growth ہمارا اس وقت 6.4 فیصد ہے جو پچھلے سال رہا ہے، اس سے پچھلے سال 6.5 فیصد ہمارا GNP Growth رہا ہے۔ اس کو maintain کرنے کے لئے اگر ہم نے اپنی آبادی کی شرح اضافہ کو کنٹرول نہ کیا تو ہمیں 19000 بلین روپے کی ضرورت ہوگی جو کہ ممکن نہیں ہے۔ اتنی investment ہم کہاں سے لائیں گے؟ اس لئے یہ اعداد و شمار میں دیتا جاؤں کیوں کہ آپ اور میرے محترم ممبران بیٹھے ہیں اور یہ اعداد و شمار کا ایک بڑا وسیع و عریض ڈیٹا (data) ہے جو کہ میں چاہتا تھا کہ یہ سارا ایوان یہاں تشریف رکھ رہا ہوتا اور ہم ان کو اپنی اس حالت کے بارے میں بتاتے کہ کس حالت میں ہم اپنے ملک سے دوچار ہونے والے ہیں۔ پاکستان کے عوام کی روح جو کہ یہ ایک منتخب نمائندوں کا ہاؤس ہے اور اپر ہاؤس ہے--------

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جی بعد میں ہاؤس میں تقسیم کر دیں جی۔

رانا نذیر احمد خان۔ میری خواہش یہ ہوگی کہ یہ جو ہمارے ممبران ہیں اس کے بارے میں ضرور اپنا اظہار خیال بھی فرمائیں اور اس کے بارے میں اور جیسا کہ یہاں ایک دو باتیں جس کے بارے میں ضرور عرض کرنا چاہوں گا کہ ڈاکٹر ریحان صاحب جو کہ ہمارے بہت ہی پڑھے لکھے اور میں ہمیشہ ان سے guidance لیتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا ہے اپنی تقریر میں کہ جو جاپان ہے یا چین ہے انہوں نے خاندانی منصوبہ بندی پر عمل نہیں کیا ہے جبکہ ابھی کل کا انہوں نے اخبار پڑھا ہوگا کہ کل انہوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ there is no second child اور چین کی پورے کے پورے پلانرز اور ماہر اقتصادیات کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ وہ یہی ہے اگر ہم چین کی آبادی کو نیچے نہ لائے وہ ان کا منفی growth چاہتے ہیں اور انہیں پتہ ہے کہ اگر اب تک جتنی آبادی کو وہ روک

چکے ہیں اور جتنی growth کو وہ نہ روکتے اور ماؤزے تنگ کے بھی اب وہ خلاف ہیں۔ وہ تو اس فلسفے کا خلاف ہیں جو کہ انہوں نے ان کو دیا کہ جو آدمی آتا ہے وہ تو ماؤزے تنگ کا ہے۔ میں تو مسلمان ہوں میں تو وہی گزارش کروں گا جو ہمارے، علماء کرام ہمیں کرتے ہیں لیکن میں اس کی بات کر رہا ہوں کہ ان کا بنیادی فلسفہ ترقی حاصل کرنے کا یہی ہے کہ اب چین نے اپنے ملک کے باشدوں پر یہ پابندی لگادی ہے کہ مستقبل میں پہلے دو بچوں کی تھی اب ایک رہ گئی ہے۔ چونکہ ان کو یہ پتہ چل گیا ہے کہ یہ ایک ایسا mechanism ہے جس سے کہ ملک میں لینے والوں کی حالت کو بہتر کیا جا سکتا ہے اور------

Dr. Muhammad Rehan: Point of personal explanation.

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جی جناب ڈاکٹر محمد ریحان صاحب تقریر کے دوران آپ نہیں کر سکتے' جب وہ ختم کر لیں گے تب۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ جناب میں نے کہا تھا کہ---------

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ ڈاکٹر صاحب آپ چیئر کی respect کریں۔

رانا نذیر احمد خان۔ آپ کا بہت بہت مشکور ہوں کہ آپ ----- تو یہاں ہمارے ایک اورمحترم رکن سینٹ نے فرمایا ہے کہ جاپان نے خاندانی منصوبہ بندی پر عمل درآمد نہیں کیا۔ جبکہ انہوں نے ترقی ہی اسی بنیاد پر حاصل کی ہے۔ تو 1950ء میں جیسا کہ میں ابھی ابھی عرض کررہا تھا کہ جاپان کی آبادی 8 کروڑ تھی اور اس وقت جاپان کی آبادی 11 کروڑ ہے۔ یعنی چالیس سال میں ان کی آبادی ڈیڑھ گنا بھی نہیں ہوئی اور آئندہ ان کا growth صفر ہے۔ اگر جاپان کی آبادی پاکستان کی شرح کے مطابق بڑھ رہی ہوتی تو اس وقت جاپان کی آبادی 32 سے 33 کروڑ ہوئی تھی اور اگر آج بھی جاپان میں 32 سے 35 کروڑ انسانوں کو داخل کر کے وہاں بسا دیا جائے تو جتنی آج ترقی ہے۔ جتنی خوشحالی ہے جاپان میں' وہ غربت میں تبدیل ہو جائے یہ آبادی کے بوجھ سے اور یہ جاپان کا بھی بنیادی فلسفہ یہی تھا کہ انہوں نے اپنی بڑھتی ہوئی آبادی کی شرح کو کنٹرول کیا اور اپنے ذرائع کو بڑھایا۔ GNP Growth ان کا زیادہ ہوا اور آج وہ دنیا کی ایک خوشحال ترین قوم ہے۔ تو اس میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ موجود حکومت اس کے بارے میں سنجیدہ ہے اور انشاء اللہ جو ہم نے object مقرر کئے ہیں ان کو پاکستان کے عوام کے تعاون سے اراکین پارلیمنٹ کے تعاون سے اور جو ہمیں guidance یہاں سے ملتی ہے ہمیں بہت ساری guidance یہاں سے مل

ہیں۔ اور جب سے اس اعلیٰ ایوان میں اس کے اوپر بحث ہوئی ہے۔ آپ نے اظہار خیال فرمایا ہے۔ پورے محکمے میں ایک دلجمعی سے ایک حوصلہ ہوا ہے کہ ہمارے حق میں بھی ایوان بالا میں بولنے والے ہمارے ساتھی ہمارے لئے دعا گو موجود ہیں اور انشاء اللہ ہم اس کے لئے پوری کوشش کریں گے کہ پاکستان کے پورے عوام کو، علماء کرام کو اور اراکین پارلیمنٹ کو اور اپوزیشن کو بھی کیونکہ یہ حکومت کا پروگرام نہیں بلکہ یہ پوری قوم کا پروگرام ہے۔ آنے والی نسل کے متعلق ہم نے سوچنا ہے تو بہت ہم مل کر اس پروگرام کے بارے میں ایک consensus کریں گے اور اس طرح جو متفقہ رائے ہوگی انشاء اللہ ہم اس کو مد نظر رکھتے ہوئے اس پر عمل درآمد کریں گے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Chairman: Now I read the President Order.

جی عبدالجبار صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

میر عبدالجبار۔ جناب ہمارے محترم وزیر صاحب کی نہایت ہی عالمانہ اور سیر حاصل قسم کی گفتگو سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ بہت کام ہو رہا ہے۔ میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا تھا رانا صاحب کی خدمت میں کہ پچھلے سال انہوں نے ہمیں تمام سینئر حضرات کو اپنی طرف سے کچھ سرکلرز بھجوائے تھے اور ہماری آراء مانگی تھیں۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں آپ کے توسط سے کہ رانا صاحب کی خدمت میں کہ میں نے چند تجاویز بھجوائی تھیں۔ امید ہے ان کی نظر سے گزری ہوں گی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جی۔ ڈاکٹر ریحان صاحب on personal explanation۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ جناب میں through out اس ڈیبیٹ بلکہ اس کے علاوہ بھی کئی جو اس طرح کے مسائل یا موشن آجاتے ہیں۔ تو جناب میں پاپولیشن کو کنٹرول کرنے کے بارے میں ہمیشہ بولتا ہوں اور اس کے بارے میں میں بڑا سخت قسم کا واقع ہوں۔ لیکن جناب وہ کہتے ہیں پشتو میں کہ ہندو جتنی بھی عبادت کر لے خدا پھر بھی اس سے خوش نہیں ہوگا۔ میں حیران ہوں کہ یہ وزیر صاحب کس طرح کہتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جناب عالم علی لالیکا صاحب۔

میاں عالم علی لالیکا۔ میڈم میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہوں گا۔ میرا ایک Call Attention Notice ہے جو unfortunately ایجنڈے کے آخر میں رکھا گیا تھا اور اس کی اہمیت بہت ہے۔ وہ وزیر برائے کامرس یہاں موجود نہیں ہیں۔ لیکن ہمارے وزیر زراعت صاحب موجود ہیں۔ ہماری منڈیوں میں کروڑوں من کپاس---------(خاموشی)--------

میں اس کو صرف پڑھ دینا چاہتا ہوں محترمہ تاکہ گورنمنٹ کے نوٹس میں یہ آجائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ گورنمنٹ کے نوٹس میں جب اس کا کوئی response نہیں ہے۔ جواب تو کوئی دے گا ناں وزیر صاحب بھی۔ آپ کا تو مطلب یہ ہے کہ آپ اس کا کوئی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔

میاں عالم علی لالیکا۔ میں صرف یہ فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں کہ--------

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ آپ نہیں میرا مطلب جس کے لئے آپ کر رہے ہیں۔ ان کا کوئی فائدہ ہو۔

میاں عالم علی لالیکا۔ فائدہ تو جی خدا کرے گا۔ میں تو صرف اپنا فرض ادا کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے تار موصول ہوئی ہے------

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ جب تک وزیر کوئی اس کا response نہ ہو یا responsible وزیر۔ آپ دوبارہ نوٹس دیں اور اسے لے آئیں۔

میاں عالم علی لالیکا۔ نوٹس کے آتے ہی کپاس چلی جائے گی۔

Madam Deputy Chairman: Now, I read out the President Orders in access of power confirm clause (1) of the Article 54 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan. The President hereby prorogues the Senate on the conclusion of its sitting on 4th March, 1993.

(The Senate adjourned sine die)

PCPPI—334(96)Senate—18-8-97—180.